REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم — وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

POSTEL REGISTRATION NO. P/GDP. 6.

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ و انتم اذلّۃ

جلد ۳۹ — شمارہ ۵

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ:- ایک روپیہ پچیس پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - 143516

۱۱ رجب ۱۴۱۰ ہجری — ۸ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش — ۸ فروری ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احبابِ کرام حضورِ پرنور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر و خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ٭

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یہ مت خیال کرو کہ جو نماز کا حق تھا ہم نے ادا کر لیا یا دعا کا جو حق تھا وہ ہم نے پورا کیا۔ ہرگز نہیں۔ دعا اور نماز کے حق کا ادا کرنا چھوٹی بات نہیں۔ یہ تو ایک موت اپنے اوپر وارد کرنی ہے۔ نماز اس بات کا نام ہے کہ جب انسان اسے ادا کرتا ہو تو یہ محسوس کرے کہ اس جہان سے دوسرے جہان میں پہنچ گیا ہوں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتے ہیں اور اپنے آپ کو بری خیال کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے تو نماز بھی پڑھی اور دعا بھی کی ہے مگر قبول نہیں ہوتی۔ یہ ان لوگوں کا اپنا قصور ہوتا ہے۔ نماز اور دعا جب تک انسان غفلت اور کسل سے خالی نہ ہو تو وہ قبولیت کے قابل نہیں ہوا کرتی۔ اگر انسان ایک ایسا کھانا کھائے جو کہ بظاہر تو میٹھا ہے مگر اس کے اندر زہر ملی ہوئی ہے تو میٹھا کہ یہ وہ زہر معلوم تو نہ ہوگا مگر پیشتر اس کے کہ مٹھاس اپنا اثر کرے زہر پہلے ہی اثر کر کے کام تمام کر دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ غفلت سے بھری ہوئی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ کیونکہ غفلت اپنا اثر پہلے کر جاتی ہے۔ یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا بالکل مطیع ہو اور پھر اس کی دعا قبول نہ ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کے مقررہ شرائط کو کامل طور پر ادا کرے جیسے ایک انسان اگر دوربین سے دور کی شئے نزدیک دیکھنا چاہے تو جب تک وہ دوربین کے آلہ کو ٹھیک ترتیب پر نہ رکھے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہی حال نماز اور دعا کا ہے۔ اسی طرح ہر ایک کام کی شرط ہے۔ جب وہ کامل طور پر ادا ہو تو اس سے فائدہ ہوا کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۱۸ و ۳۱۹)

"بیعت کا لفظ ایک وسیع معنے رکھتا ہے اور اس کا مقام ایک انتہائی تعلق کا مقام ہے کہ جس سے بڑھ کر اور کسی قسم کا تعلق ہو ہی نہیں سکتا۔

بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ ہمارے نور کی پوری روشنی میں نہیں ہیں۔ جب تک انسان کو ابتلاء کی برداشت نہ ہو اور ہر طرح سے وہ اس میں ثابت قدمی نہ دکھا سکتا ہو تب تک وہ بیعت میں نہیں ہے۔ پس جو لوگ صدق و صفا میں انتہائی درجہ تعلق پہ پہنچے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو امتیاز میں رکھتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۹)

"ریاء کاری ایک بہت بڑا گند ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریاء کار انسان فرعون سے بھی بڑھ کر شقی اور بدبخت ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کو نہیں چاہتے بلکہ اپنی عزت اور عظمت چاہتا ہے۔ [illegible] خدا جن کو پسند کرتا ہے وہ طبعاً اس سے متنفر ہوتے ہیں۔ ان کی ہمت اور کوشش اسی ایک امر میں صرف ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کا جلال ظاہر ہو اور دنیا اس سے واقف ہو۔ وہ اسی حالت میں ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ دنیا ان کو نہ پہچان سکے۔ مگر ممکن نہیں ہوتا کہ دنیا ان کو چھوڑ سکے۔ کیونکہ وہ دنیا کے فائدہ کے لئے آتے ہیں۔ ان لوگوں کو جو دشمن اور مخالف ہوتے ہیں ان سے بھی ایک فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ان کے سبب سے ظاہر ہوتے ہیں اور حقائق و معارف کھلتے ہیں۔ ان کی چھیڑ چھاڑ سے عجیب عجیب انوار ظاہر ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۱)

پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر - نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸ر تبلیغ ۱۳۶۹ ہش

بھاگل پور کے فرقہ وارانہ فسادات پر تبصرہ

پچھلے دنوں بھاگل پور اور اس کے مضافات میں جو فرقہ وارانہ فسادات بھڑک اٹھے وہ نہایت تکلیف دہ اور افسوسناک فسادات تھے جن میں جنگلی درندوں کا سا منظر پیش کیا گیا۔ بہت سی قیمتی جانوں کا نقصان ہوا مردوں، عورتوں اور معصوم بچوں کو بھی معاف نہ کیا گیا۔ اور بہت سی عالیشان عمارتوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے محلات میں بود و باش رکھنے والے نانِ شبینہ کے محتاج ہو گئے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ یہ سب کچھ مذہب کے نام پر کیا گیا۔ حالانکہ کوئی مذہب بھی مذہب کے نام پر منافرت اور دشمنی کی اجازت نہیں دیتا ؎

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بَیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا (علامہ اقبال)

امن پسندی

عموماً لوگ امن پسند ہوتے ہیں۔ لیکن کسی بھی فرقہ کے کسی بھی نادان عنصر کی نا واجب حرکت پوری قوم کو فتنہ و فساد کی لپیٹ میں لے آتی اور بڑی ہی خوفناک بربادیاں برپا کر دیتی ہے۔ یہی کچھ بھاگل پور میں بھی ہوا۔ اور بد قسمتی سے بوجوہ متعدد زیادہ تر نقصان ہمارے پیارے مسلمان بھائیوں کا ہی ہوا۔ ان تکلیف دہ مناظر کو اخبارات اور ٹی۔ وی پر دیکھ کر ایک پتھر دل انسان بھی آبدیدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ زاویۂ نگاہ بدلنے سے یہی مصائب و آلام کے دن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے بہترین دن ہوتے ہیں ؎

ساری دنیا سے الگ ہے میرا معیار کہ میں
زخم کھاتا ہوں تو کچھ اور نکھر جاتا ہوں!

بہر حال اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری یہ عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ارحم الراحمین خدا فسادات سے متاثر ہمارے تمام بھائیوں کے زخموں کو مندمل فرمائے اور صبر و سکون اور ہدایت و یگانگت کی پُر وقار زندگیاں عطا فرمائے ؎

غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں
اغیار کا بھی بوجھ اٹھانا پڑے ہمیں (کلامِ محمودؓ)

حکومتِ وقت

بلاشبہ جان کے نقصان کا معاوضہ محض مالی امداد سے پورا نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہماری سیکولر حکومت نے متاثرین کے لئے مالی امداد کا اعلان فرما کر یقیناً ایک قابلِ ستائش قدم اٹھایا ہے۔ جس پر ہم اپنی حکومت کے تہ دل سے مشکور و ممنون ہیں۔ کیونکہ اس ہمدردانہ سلوک سے بلکتی ہوئی انسانیت کو ایک حد تک سہارا ضرور ملے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ امداد مستحقین تک صحیح رنگ میں پہنچ جائے۔ ؎

ہر تعصب مٹا کے سینے سے ٭ آؤ انساں کا احترام کریں

حضرت مولوی حسن علی صاحب رضؓ

تاریخ احمدیت میں بھاگلپور کو یہ عظمت حاصل ہے کہ یہ مقام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بلند پایہ صحابی حضرت مولوی حسن علی صاحب رضی اللہ عنہ کا وطنِ مالوف ہے۔ آپؓ احمدیت سے قبل "مبلغ اسلام" کے نام سے معروف تھے۔ پورے ملک کے دورے کر کے آپ نے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ اور جگہ جگہ دینی اور علمی ادارے قائم فرمائے۔ اور یہ ایک ایمان افروز توارد ہے کہ ان کا نام آپ نے "مدرسہ احمدیہ" ہی رکھا۔ بعدہٗ آپ نے قادیان دار الامان پہنچ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ اس وقت سے اس علاقہ میں آپؓ کے خاندان اور دوسرے احباب میں احمدیت قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان احمدیوں کو بے شمار برکات سے نوازا ہے۔ اور اس علاقہ کے بہت سے احمدی اپنی علمی صلاحیتوں کے ساتھ تمام دنیا میں بھی پھیل گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی بھاگلپور اور اس کے مضافات میں پُر وقار احمدی موجود ہیں جو شاہراہِ غلبۂ اسلام پر گامزن ہیں۔ ان کے لئے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام احمدیوں کو اور زیادہ روحانی جسمانی انعامات سے نوازے۔ آمین۔

امتیازی سلوک

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر و احسان ہے کہ وہ ہر ایسے تکلیف دہ حادثہ کے موقعہ پر جماعتِ احمدیہ کو امتیاز عطا فرماتا ہے۔ بلکہ حدیثِ نبویؐ کی طرح کَاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ (کہ یہ وہ قوم ہے جس کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا) بھاگلپور اس کے مضافات کے فسادات میں بھی اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کے جان و مال کو محفوظ رکھا اور ان کے قریب بسنے والے مسلمانوں کو بھی۔ اگرچہ اس علاقہ کے احمدیوں کو بھی اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ سخت پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اس سلسلہ میں ہمارے پیارے چار احمدی بھائی گرفتار بھی ہوئے۔ لیکن اس پورے علاقہ میں اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ و فساد کے موقعہ پر تمام احمدیوں کی جانوں اور اموال کو معجزانہ طور پر بچا لیا ؎

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار (دُرِّثمین)

ہندو بھائی

اخبارات اور ٹی۔ وی سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کو بھی بہت نقصان پہنچا ہے۔ ہمیں ان سے بھی ہمدردی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کہ ہم نے بنی آدم کو معزز بنایا ہے۔ بنی آدم میں ہمارے ہندو۔ عیسائی اور دوسرے تمام انسان شامل ہیں۔ بلکہ خود ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ۔ کہ مخلوقِ خدا اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ لہٰذا کرۂ ارض پر آباد تمام انسان جب خدا تعالیٰ کے کنبہ کے افراد ہیں تو وہ ہماری ہمدردی سے کیونکر باہر رہ سکتے ہیں۔!؟

انسان انسان ہی ہے۔ وہ تھوڑی دیر کے لئے اپنی راہ سے ہٹ کر درندگی کا مظاہرہ کر سکتا ہے، ہمیشہ کے لئے نہیں۔ لہٰذا اس علاقہ کے تمام انسانوں سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ پرانے زخموں کو بھول کر باہمی رواداری اور محبت و پیار کے انسانی روابط بڑھائیں اور اعتماد کی فضا قائم کریں۔ اور منافرت و دشمنی کے ماحول میں چراغِ محبت جلا کر اپنی ذمہ داری کا ثبوت دیں ؎

ڈھانپے جو نفرتوں کے برہنہ وجود کو
ایسی بھی کوئی پیار کی چادر تلاش کر

یہی وہ اسلام کی پاکیزہ تعلیم ہے جسے نئے سرے سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا میں پیش کیا ہے۔ ایک مقام پر حضور فرماتے ہیں:۔

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔ اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔" (اربعین)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھاگلپور اور اس کے مضافات میں امن و سلامتی کی فضا قائم فرما دے۔ آمین ؎

بجلی گرے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر میں ہے

عبد الحق فضلؔ

مطلعِ فجر

ایچ۔ آر۔ ساحر۔ ڈیٹرائٹ۔ امریکہ

آخرِ شب ہے، لبِ بامِ سحر ہے یارو!
تھوڑی دیر اور کہ پھر عامِ سحر ہے یارو!

مختصر ہوں شبِ دیجور کی زلفیں کہ طویل
ہر شبِ تار کا انجام سحر ہے یارو!

ہر کرن میں ہے ستاروں کے لہو کا پرتو
ہر شمع جل کے بہ انجامِ سحر ہے یارو!

کب ہوا یورشِ ظلمات میں سورج تحلیل؟
بہرِ خورشید بہ ہر گام سحر ہے یارو!

کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ ہے اس کا جلوہ
اس کے انوار سے ہر شام سحر ہے یارو!

شب ہے باطل کے اندھیروں سے ازل سے منسوب
حق بایں نسبتِ الہام سحر ہے یارو!

وہ ادھر پھوٹی ہے وہ برجِ ازل کی پھسر سے
درِ قفساں پہ سرِ شام سحر ہے یارو!

ہمصفیرو! کریں آنکھوں سے چراغاں۔ آؤ
شبنمِ اشک کا انعام سحر ہے یارو!

بعد مدت کے ہوا نغمہ سرا مرغِ اسیر
نالۂ شب کے پس نام سحر ہے یارو!

ہم نہ کہتے تھے نہیں تیرگی محکم۔ ساحرؔ!
مطلعِ فجر کا پیغام سحر ہے یارو!

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے رات رؤیا میں ایک خوشخبری دی۔ میں نے دیکھا کہ کثرت کے ساتھ

صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا میں دوسری جگہوں پر بھی لوگوں میں جماعت کی نصرت کی توجہ پیدا ہو رہی ہے،

لکھو کھہا آدمی جن کا جماعت سے تعلق نہیں ہے، وہ جماعت کی امداد کے لئے دوڑتے چلے آرہے ہیں۔!!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲ر صلح ۱۳۶۹ ہش مطابق ۱۲ر جنوری ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P. S. لندن کا قلبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

مومن کا اپنی انفرادی زندگی میں بھی اور اپنی اجتماعی زندگی میں بھی دعا کے ساتھ ایک ایسا ہی رشتہ ہے جیسا زندگی کا سانسوں کے ساتھ ہوتا ہے یا خون کی گردش کا دل کی دھڑکنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو طبعاً خود بخود جاری و ساری رہتا ہے۔ اور مومن کو یہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں پڑا کرتی کہ تم اپنے ہر کام میں، ہر مشکل میں، ہر ضرورت میں دعا کا سہارا لو۔

طبعی طور پر سب سے پہلے خیال دعا ہی کی طرف جاتا ہے

خواہ کوئی خوف پیدا ہو یا کوئی اُمید ہو۔ کسی چیز کی ضرورت پیش آئے یا کسی خطرے سے بچنے کا خیال ہو، ہر صورت میں، اُمید ہو یا بیم، خوف ہو یا رجاء۔ دعا ہی ہے جو سب سے پہلے مومن کے ذہن میں اولین سہارے کے طور پر اُبھرتی ہے۔ اس سلسلے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ملفوظات میں اور تحریروں میں جو روشنی ڈالی ہے، ایک بہت ہی ضخیم مضمون ہے اور جماعت کو چاہیئے کہ خصوصیت کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے تعلق میں تعلیمات کا مطالعہ کیا کریں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ دعا کے مضمون پر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں سے الگ منتخبہ حصے دعا

کے عنوان کے تابع شائع ہو جانے چاہئیں تاکہ بکثرت احباب جماعت بھی اور دوسرے لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ پہلے بھی میں نے بارہا اس بات کا ذکر کیا ہے۔ تمام دوسرے بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے جو ماضی میں گزرے ہیں، بڑے بڑے اعلیٰ مقامات تک پہنچے۔ بہت ہی قرب الٰہی کی منازل انہوں نے طے کیں۔ لیکن ان سب کی کتب میں دعا سے متعلق ایسے عارفانہ نکات آپ کو نہیں ملیں گے جیسے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں وہ میسر آتے ہیں۔

دعا کا اسباب سے جو رشتہ ہے، اس کے متعلق بھی میں بارہا روشنی ڈال چکا ہوں۔ دعا مسبب الاسباب ہے۔ اور ہر سبب سے پہلے ہونی چاہیئے۔ کیونکہ وہ لوگ جو پہلے سبب کی طرف یعنی دنیا کا ذریعہ اختیار کرنے کی طرف جھکتے ہیں، بعد میں دعا کی طرف مائل ہوتے ہیں، ان کی دعائیں اسی حد تک بے فیض رہ جاتی ہیں۔ اگر ایک انسان اپنے دوستانہ تعلقات میں اس بات کا مشاہدہ کرے تو اس کو اپنے عام روزمرہ کے تجربے میں بھی یہ بات دکھائی دینے لگے گی۔ اور اس کا جو عارفانہ نکتہ ہے وہ سمجھ آسکتا ہے۔ ایک دوست جس کو جب ضرورت پیش آتی ہے، پہلے وہ دوسروں کی طرف بھاگتا ہے اور جب ہر طرف سے مایوس اور نا اُمید ہو جاتا ہے پھر آپ کی طرف آتا ہے اس کا ایک تعلق آپ سے ضرور ہے لیکن ویسا نہیں جیسا اس شخص کا جو ہر ضرورت کے وقت سب سے پہلے آپ کا دھیان کرتا ہے۔ اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہی رشتے بچوں اور ماؤں کے درمیان، بچوں اور باپوں کے درمیان قائم ہوتے ہیں جو دوسرے انسانی رشتوں سے اس تعلق کو ممتاز کر دیتے ہیں۔

پس سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ امتیازی تعلق قائم ہونا چاہیئے کہ ہر ضرورت کے وقت اور ہر خوف سے بچنے کی خاطر سب سے پہلے دھیان خدا تعالیٰ کا ذہن میں آئے اور بعد میں اسباب کی طرف طبیعت متوجہ ہو۔ اسباب کی طرف طبیعت متوجہ ہونے کے متعلق یہ نکتہ ضرور ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ ہمارا خدا تمام کائنات کا خدا ہے۔ روحانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے اور جسمانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے۔ اس لئے اس سے ہم مستغنی نہیں ہو سکتے۔ دعا اصل ہے۔ دعا ہی کے ذریعے ہم خدا سے تعلق جوڑتے اور اس سے مدد چاہتے ہیں۔ مگر جو ذرائع اس نے بنائے ہیں، جو اسباب کی دنیا خود اس نے تخلیق فرمائی ہے، اس دنیا سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ بھی ایک قسم کا خدائی کا دعویٰ ہے۔ گویا انسان اپنے آپ کو خدا کی تخلیق کے بعض حصوں سے بالا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ خدا کی کائنات اب لازم ہے کہ میرے تابع چلے۔

مومن کے تابع وہ کائنات چلائی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن دعا کی وجہ سے۔ اور خدا سے تعلق کی وجہ سے۔ اسباب سے مستغنی ہونے کی وجہ سے نہیں۔ پس جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان چیزوں سے بالا ہو چکے ہیں اور اب ہمیں ذرائع اختیار کرنے کی ضرورت نہیں وہ ویسے ہی جاہل اور مشرک ہیں جیسے وہ لوگ جو دعا کی ضرورت سے بے خبر ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی کائنات ہیں، اس کی تخلیقات میں کسی ایک حصے کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ مالک ہے اور مالکِ کُل ہے۔ اس لئے جیسے روحانی ذرائع اس کی ملکیت میں ہیں، اسی طرح جسمانی ذرائع بھی اسی کی ملکیت ہیں اور دونوں پر انحصار اس رنگ میں کرنا کہ بیک وقت ہوتے ہوئے بھی دعا کو اولیت ہو۔ اور اپنے ایمان اور یقین میں اصل انحصار دعا پر ہو۔ یہ ہے وہ مومنانہ شان جس کی قرآن کریم ہمیں تعلیم دیتا ہے۔ اور انبیاء کی مثالیں پیش کرتے ہوئے، مختلف واقعات بیان کرتے ہوئے ہمارے سامنے یہ مضمون کھولتا چلا جاتا ہے کہ

دعا کو اولیت ہے

مگر اس کے ساتھ ہی اسباب کا اختیار کرنا لازمی ہے۔ یہاں تک کہ خدا کا کوئی برگزیدہ نبی بھی اسباب کی پیروی سے مستغنی قرار نہیں دیا گیا۔ اور نمونے کے طور پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی عظیم الشان خوشخبریوں کے باوجود اسباب سے استفادہ کرتا ہوا دکھایا گیا اور کسی ایک موقعہ پر بھی تاریخی لحاظ سے یہ بات نظر نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہو کہ مجھے اسباب کی ضرورت نہیں۔ ایسے مواقع ممکن ہے بارہا پیش آئے ہوں، اور میرا ایمان ہے کہ آئے ہوں گے کہ جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ سمجھا ہو گا کہ اسباب کی پیروی کا وقت نہیں ہے۔ اسباب کی پیروی کچھ فائدہ نہیں پہنچائے گی اور اس وقت کلیۃً انحصار دعا پر ہی کیا ہو گا۔ ایسے مواقع کی تفاصیل ممکن ہے تاریخ میں تلاش کرنے سے مل بھی جائیں۔ لیکن جہاں تک میرا علم ہے، ایسے واقعات اس طرح بیان نہیں ہوئے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خود اس بات کو ظاہر فرمایا ہو کہ [illegible] انہوں نے اسباب کو اختیار کرنے سے اجتناب کیا یہ یقین کرتے ہوئے کہ یہ وقت صرف دعا کا ہے

اور اسباب کا تعلق ہے۔ لیکن یہ اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ روزمرہ کی مومن کی زندگی میں بھی ایسے تجربات آتے ہیں کہ

جب دعا کے سوا اور کوئی چارہ ہوتا ہی نہیں

اور اسباب اگر دکھائی بھی دیں تو بالکل بے حقیقت اور بے معنی اور بے نتیجہ نظر آتے ہیں۔ یا اسباب کی پیروی سے انسان عاجز آچکا ہوتا ہے۔ اور کوئی اور راہ باقی نظر نہیں آتی۔ اُس وقت پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ اسباب کو کلیتہً ترک کر دیا جائے اور خالصتہً دعا پر انحصار رکھا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ایسے واقعات ملتے ہیں۔ کئی واقعات ہیں، اُن میں سے ایک میں مثال کے طور پر آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ جب ایک بیماری نے ایسی شدت اختیار کی اور ایسی ضد کے ساتھ چمٹ گئی کہ ہر قسم کی دوائیں ناکام ہو گئیں اور چونکہ ان کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدمت دین کے لئے ضرورت تھی وہ میسّر نہیں آرہی تھی۔ کوئی مضمون لکھتا ہے تو شدید تکلیف کی وجہ سے اس طرف توجہ مائل نہیں ہو رہی، اُس وقت آپ نے ہر دوسرے ذریعہ کو ترک کرتے ہوئے خالصتہً دعا پر انحصار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں اب صرف تجھ سے مانگتا ہوں اور دعا اس بیماری کے ازالے کے اسباب اس طرح پیدا ہوتے جیسے غیب سے پیدا ہوتے ہیں اور اس کا کوئی ظاہری ذریعہ نظر نہیں آتا۔

ایسے بعض تجارب مجھے خلافت سے پہلے بھی ہوتے اور بعد میں بھی بعض دفعہ ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ جب اسباب کو اختیار کرنے کا یا وقت نہیں ہوا کرتا یا انسان ویسے ہی اسباب اختیار کرتے کرتے تنگ آچکا ہوتا ہے اور آدمی سمجھتا ہے کہ اب ان میں کچھ نہیں ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ "ان تلوں میں تیل نہیں رہا"۔ بے کار ہے اب ان سے کسی فیض کی اُمید۔ گزشتہ چند مہینے کے اندر بھی ایسی تکلیف دہ خبریں، خصوصیت کے ساتھ دو ایسے اہم خطرات کی نشاندہی ہوئی جن کا تعلق پاکستان سے تھا۔ اور اگرچہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہوا ہے، ایک عاجزانہ رنگ میں ہم دعا کے ساتھ اسباب کو ضرور اختیار کرتے ہیں۔ میں عموماً ایسے مواقع پر ساری جماعت کو مطلع کرتا رہا ہوں اور بعض کوششوں کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں۔ مگر ان دو مواقع پر خدا کی تقدیر تھی شاید کہ دل اسباب سے اُتر گیا اور اچانک دل اسباب کی پیروی سے بیزار ہو گیا۔ تب میں نے خدا سے عاجزانہ دعا کی کہ اب تو مجھے معاف فرما۔ لیکن میں اسباب کو اختیار نہیں کروں گا۔ اب خالصتہً تجھ سے اُمید ہے اور تجھ سے ہی دعا کرتا ہوں، اپنے فضل سے دعاؤں کے ذریعہ اسباب پیدا فرما دے۔ اور ان حالات کو بدل دے۔ چنانچہ

حیرت انگیز طور پر

خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ اور قطعی طور پر کوئی دنیاوی سلسلہ اختیار کئے بغیر ایسے حیرت انگیز رنگ میں وہ تکلیفوں کا خوف ٹل گیا۔ بلکہ وہ تکلیفیں جو خوف سے آگے نکل کر عملی شکل میں ظاہر ہو چکی تھیں، اُن کے شر سے جماعت کے احباب محفوظ رہے۔ اور ایسا اس کے نتیجے میں دل کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تسکین نصیب ہوئی کہ جس کی مثال دنیا میں شاذ ہی ملتی ہے۔ کل بھی اسی قسم کی دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے

رات رؤیا میں ایک خوشخبری دی

اور وہ خوشخبری میں چاہتا ہوں جماعت کو آج بتا دوں۔ کیونکہ وہ دراصل جماعت ہی کی خوشخبری ہے۔

میں نے دیکھا کہ کثرت کے ساتھ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا میں دوسری جگہوں پر بھی لوگوں میں جماعت کی نصرت کی توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ اور جس طرح طوفان میں موج در موج لہریں اُٹھتی ہیں، اس طرح لاکھوں آدمی جن کا جماعت سے تعلق نہیں ہے وہ جماعت کی امداد کے لئے دوڑے چلے آرہے ہیں۔ یہ نظارہ مسلسل اسی طرح رؤیا میں دکھائی دیتا رہا۔ اور بعض دفعہ بعض ملکوں کی بھی نشاندہی ہوئی۔ اور اس وقت مجھے تعجب بھی ہوا کہ بظاہر تو اُن کے ساتھ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں مثلاً امریکہ کے مغرب سے بھی جو سان فرانسسکو اور لاس انجلیز وغیرہ کا علاقہ ہے۔ مغربی ساحل۔ کیلیفورنیا سٹیٹ ہے جو زیادہ تر مغرب میں شمالاً جنوباً چلتی ہے۔ اُس طرف سے بھی لاکھوں آدمی جماعت کی مدد کے لئے دوڑے آرہے ہیں اور باہر کی دنیا سے بھی۔ مشرق میں بھی یہی نظر آرہا ہے اور پاکستان میں بھی یہ لہریں اُٹھ رہی ہیں۔ اس نظارے کے بعد جو بالعموم ایک تموّج کی شکل میں تھا یعنی انسان دکھائی نہیں دے رہے تھے لیکن یوں معلوم ہوتا تھا کہ موج در موج مخلوق خدا جماعت کی مدد کے لئے متوجہ ہو رہی ہے۔ بلکہ ایک دفعہ تو یوں لگا کہ جیسے میں کہوں کہ بس۔ کافی ہو گئی۔ بس کرو۔ اتنی ضرورت نہیں۔ لیکن

لہریں پھر اُٹھتی ہوئیں دوبارہ ساحل سے ٹکرا کر جس طرح پچھاڑ کھا کر باہر آپڑتی ہیں، اس طرح میں نے اُن کو دیکھا تو بیک وقت یہ احساس ہونے کے باوجود کہ یہ انسانی مدد ہے، نظارہ وہ موجوں کا سا رہا۔ جب رؤیا سے آنکھ کھلی تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام تعبیر کے طور پر میری زبان پہ جاری تھا کہ

یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

کہ تیری نصرت خدا کے ایسے مرد میدان بن کے کریں گے جن کو اللہ تعالیٰ خود وحی کے ذریعہ اس بات پہ آمادہ فرمائے گا۔ تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس نئی صدی کے پہلے سال میں اس رؤیا کا دکھایا جانا محض کسی عارضی مفاد سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ آئندہ زمانے میں جماعت کی نصرت کا خیال قوموں میں لہر در لہر، موج در موج اُٹھے گا۔ اور مختلف ملکوں میں خدا تعالیٰ غیروں کے دل میں جماعت کی تائید میں اُٹھ کھڑے ہونے کے لئے ایک حرکت پیدا کرے گا۔ ایک توجہ پیدا فرمائے گا۔ اور کثرت کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے انصار ملیں گے جو جماعت سے نہ بھی تعلق رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع یعنی وحی بعض دفعہ خفی بھی ہوتی ہے۔ ضروری نہیں کہ الہام کی شکل میں لفظوں میں وہ ظاہر ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے پہنچنے والی تحریکات کی روشنی میں اُن کے دل جماعت کی مدد کے لئے متوجہ ہوں گے۔

اس رؤیا کے بعد میں خصوصیت سے جماعت کو دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ اور یاد دلاتا ہوں کہ جب بھی وہ اپنے متعلق یا اپنے دوستوں کے متعلق یا جماعت کے متعلق کوئی فکر والی باتیں سنیں یا کوئی توہمات اُن کے دلوں کو گھیر لیں تو اپنے نفس کا یہ پہلا محاسبہ کیا کریں کہ اُن کا خیال کس طرف گیا تھا۔ مدد ڈھونڈنے کے لئے اُن کو کوئی انسان یاد آیا تھا۔ کوئی دنیاوی ذریعہ اختیار کرنے کی طرف توجہ مائل ہوئی تھی یا سب سے پہلے توجہ خدا کی طرف گئی تھی۔ موحد بندے کی شان یہ ہے کہ توجہ کا اولین مرکز خدا ہوتا ہے۔ ورنہ یہ دنیا ایسی ہے کہ بعض باتیں ایسی مل جاتی ہیں کہ توحید اور شرک کی تفریق آسان نہیں رہتی۔ خدا کے مومن بندے بھی دعائیں بھی کرتے ہیں اور اسباب کو بھی اختیار کرتے ہیں اور بعض غیر بھی جو توحید کے اعلیٰ مقام پر فائز نہیں ہوتے وہ اسباب کو بھی اختیار کر لیتے ہیں اور دعاؤں کی طرف بھی متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان دونوں کے درمیان ایک فرق ہے اور وہ فرق اوّلیت کا ہے۔

مومن کا اوّلین سہارا خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

اور اس تعلق کے قیام کے لئے جو بندے اور خدا کے درمیان سہارے کی شکل میں ظاہر ہوا کرتا ہے، دعا ذریعہ بنتی ہے۔ یعنی سہارا تو خدا تعالیٰ ہر ایک کا ہے ہی۔ لیکن اس خصوصی مدد کے لئے جو انسان کسی خاص شکل کے وقت محسوس کرتا ہے کہ مجھے اس کی ضرورت ہے اور خدا سے مجھے ملنی چاہیئے۔ اس مدد کے لئے دعا ذریعہ بنا کرتی ہے۔ پس جب بھی آپ مدد چاہتے ہیں تو پہلے پیغام بھیجا کرتے ہیں۔ جب بھی آپ مدد مانگتے ہیں تو مدد کے لئے آواز دیا کرتے [illegible]

پہلی آواز خدا کی جانب اُٹھنی چاہیئے۔

پہلا پیغام خدا کو بھیجا جانا چاہیئے۔ اگر یہ ہے تو پھر آپ موحد بندے ہیں۔ پھر آپ اسباب کو اختیار کریں تو یہ شرک نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی ایک عجز کا اظہار ہے اور خدا کی اس مالکیت کی عبادت کرنا ہے جو ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس اس پہلو سے آپ کا ایمان یقیناً خالص بن جاتا ہے۔ آپ کی توحید کے اوپر ایک گواہی ٹھہرتی ہے جو ہر ضرورت کے وقت آپ کے دل سے اُٹھ رہی ہوتی ہے۔ اور خدا کے بعد سب سے بڑا گواہ انسان کا اپنا نفس ہی ہے۔ پس اس پہلو سے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے دعاؤں پر انحصار بڑھائیں۔ اور سب سے زیادہ توکل دعا پر ہی رکھیں۔ اور دعا کے ذریعے اوّلین رابطہ اپنے خدا سے کرنے کی عادت ڈالیں۔

آجکل جماعت کو تمام دنیا میں جو ضرورتیں درپیش ہیں اور نئے نئے رستے ترقیات کے کھل رہے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ نئے خطرات بھی پیدا ہو رہے ہیں۔

ایک بڑی عظیم عالمی جدوجہد کی کیفیت ہے جس میں جماعت اس نئی صدی میں داخل ہوئی ہے۔

اور روز بروز نئے میدان کھلتے رہیں گے۔ اور نئے میدانوں میں ہمارے قدم آگے بڑھتے رہیں گے۔ اس لئے ابھی سے دعاؤں کی عادت خود بھی ڈالیں اور اپنے بچوں کو بھی دعاؤں کی اہمیت سمجھاتے رہیں اور دعائیں کرنے کے سلیقے سکھائیں۔ اگلی نسل کو دعا پر قائم کرنا

بہت ہی ضروری ہے ورنہ ہمارا اگلی نسلوں کے ساتھ سب سے زیادہ اہم پیوند کٹ جائے گا۔ سب سے زیادہ اہم پیوند جو ہم اپنی اگلی نسلوں کے ساتھ قائم کرسکتے ہیں وہ یہی دُعا کرنے کا پیوند ہے۔ وہ پیوند جو دراصل تو خدا سے لگتا ہے لیکن ہمارا آپس کا تعلق دُعا کرنے والی نسل کے طور پر قائم رہنا چاہیئے اور ہماری ہر اگلی نسل اسی طرح دُعا گو ہونی چاہیئے۔ اسی طرح دُعا پر توکل رکھنے والی اور یقین رکھنے والی ہونی چاہیئے۔ جیسے ہمیں ہونا چاہیئے یا ہماری پہلی نسلیں تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو فیض ہے اس کا خلاصہ کبھی بھی ہماری نظر سے اوجھل نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ کے تمام فیوض ملخص، آپ کے سارے فیض کا منبع اور روح اور اس کا خلاصہ یہی ہے کہ آپ نے خود بھی دُعاؤں کے گر سیکھے اور دُعاؤں پر انحصار کیا اور جماعت احمدیہ کو بھی دُعاؤں کے ذریعے ایک زندہ خدا کے ساتھ ایک ابدی زندہ تعلق رکھنے کا سلیقہ سکھا دیا۔ پس یہ اگلی نسل کا ہم پر حق ہے۔ جس طرح ہم نے پچھلی نسلوں کا پھل کھایا اور اُن سے یہ تربیت حاصل کی اور ان کے اس فیض کے ذریعے سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہمارا ایک حیرت انگیز اور عظیم الشان رشتہ قائم ہوگیا۔ اسی طرح اگلی نسلوں کا ہم پر بھی حق ہے۔

اپنے بچوں پر رحم کریں اور ان کو آغاز ہی سے دُعائیں کرنی سکھائیں

اور ان سے دعائیں کروائیں اور پھر دیکھیں کہ جب دُعا کا پھل ان کو ملے گا تو ان کی کیفیت کیسے بدل جائے گی۔ غیر دُنیا میں رہتے ہوئے معصوم بچوں کی حفاظت کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہزار ترکیبیں آپ کریں تربیت کی۔ ہزار پاپڑ بیلیں اُن کو راہِ راست پر رکھنے کے مگر اس جیسا مؤثر اور کوئی ذریعہ نہیں کہ آپ اُن کو دُعا گو بچے بنا دیں۔ خدا تعالےٰ سے ان کا ایک ذاتی تعلق قائم کروا دیں اور بچوں ہی سے وہ اپنی دُعاؤں کا پھل کھانے لگ جائیں۔ پس یہ ایک دوسری نصیحت ہے۔ جہاں جماعت کے لئے بھی دُعائیں کرتے ہیں اور اپنے لئے بھی وہاں

اپنی آنے والی نسلوں کو بھی دُعا گو نسلیں بنائیں

ایک رؤیا کا میں نے ابھی ذکر کیا تھا۔ اس ضمن میں میں سمجھتا ہوں ایک دو اور رؤیا ہیں جن سے مجھے آپ کو مطلع کرنا چاہیئے۔ کچھ عرصہ پہلے کی ہیں لیکن چونکہ خطباتِ جمعہ کا مضمون ایسا تھا کہ اُن کے اندر وہ کہیں FIT نہیں بیٹھتے تھے یعنی ان کا براہِ راست تعلق نہیں بن رہا تھا اس لئے آہستہ آہستہ وہ نظر سے اوجھل ہو گئے۔ اب چونکہ یہ مضمون چل پڑا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اُن مبشر رؤیا سے جماعت کو مطلع کرنا چاہیئے۔

ایک رؤیا میں میں نے دیکھا کہ

جیسے سیاحوں کی بس ہوتی ہے ویسی ہی کسی بس میں میں اور میرے کچھ ساتھی سفر کرتے ہوئے ایک دریا کو عبور کرنے والے ہیں۔ اب یہ جو بس کی حالت کا سفر ہے یہ مجھے یاد نہیں لیکن یوں معلوم ہے جیسے وہ بس پُل کے پاس آکر نیچے اس کے دامن میں رُک گئی ہے۔ اور کوئی وجہ ہے کہ وہ بس خود آگے نہیں بڑھ سکتی تو جیسے ایسے موقعہ پر مسافر اُتر کر پیدل قدمی شروع کر دیتے ہیں اس طرح اس بس سے میں اُترا ہوں اور کچھ اور بھی مسافر اُترے ہیں لیکن میرے ذہن میں اس وقت اور کوئی نہیں آرہا مگر یہ یاد ہے اچھی طرح کہ مبارک مصلح الدین صاحب جو ہمارے واقفِ زندگی تحریکِ جدید کے کارکن ہیں وہ ساتھ ہیں اور جیسے انتظار میں اور کوئی مشغلہ نہ ہو تو انسان کہتا ہے کہ چلیں اب نہا ہی لیتے ہیں۔ میں اور وہ ہم دونوں دریا میں چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ میرے ذہن میں اس وقت یہ خیال ہے کہ ہم تھوڑا سا تیر کے واپس آجائیں گے لیکن مبارک مصلح الدین مجھ سے تھوڑے سے دو ہاتھ آگے ہیں اور وہ کچھ کہتے ہیں کہ جیسے اب اسی طرح ہی دریا پار کرتے ہیں تو میرے ذہن میں یہ خیال ہے کہ دریا تو بھرپور بہہ رہا ہے۔ جیسے دریائے سندھ طغیانی کے وقت بہا کرتا ہے۔ اگرچہ کناروں سے چھلکا نہیں لیکن لبالب ہے اور بہت ہی بھرپور اور قوت کے ساتھ بہہ رہا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پتہ نہیں ہم یہ کر بھی سکیں گے کہ نہیں تو مبارک مصلح الدین کہتے ہیں کہ نہیں ہم کر سکتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے پھر چلتے ہیں۔ لیکن مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اگرچہ میں کوئی ایسا تیراک نہیں مگر اس وقت تیراکی کی غیر معمولی طاقت پیدا ہوتی ہے اور چند ہاتھوں میں بڑے بڑے فاصلے طے ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ جب میں مڑ کے دیکھتا ہوں تو وہ پچھلا کنارہ بہت دور رہ جاتا ہے اور پھر دو چار ہاتھ لگانے سے ہی وہ باقی دریا بھی عبور ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ہم کنارے لگتے ہیں اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اگرچہ مبارک مصلح الدین مجھے رؤیا میں اپنے آگے دکھائی دیتے ہیں مگر جب کنارے لگتا ہوں تو پہلے میں لگتا ہوں پھر وہ لگتے ہیں اور اس طرح ہم دوسری طرف پہنچ جاتے ہیں اور پھر یہ جائزہ لے رہے ہیں کہ کس طرح یہاں سے باہر نکل کر دوسری طرف کنارے سے باہر کی عام دُنیا میں اُبھریں۔

یہ رؤیا یہاں ختم ہو گئی اور چونکہ یہ ایک ایسی رؤیا تھی جو عام طور پر دستور کے مطابق انسان کے ذہن میں آتی نہیں۔ اس لئے رؤیا ختم ہونے کے بعد میرے ذہن پر یہ بڑا بھاری اثر تھا کہ

یہ ایک واضح پیغام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کسی نئی منزل کو فتح کرنے کی خوشخبری دے رہا ہے۔

اور اگرچہ ایک حصہ اس کا ابھی تک مجھ پر واضح نہیں ہوا کہ وہ ساتھی جو ہیں ان کو ہم کیوں پیچھے چھوڑ گئے ہیں اور ہم دو کیوں آگے نکل جاتے ہیں لیکن بہرحال ذہن پہ یہ تأثر ضرور ہے کہ اس میں کوئی انذار نہیں تھا بلکہ خوشخبری تھی کہ دریا کی موجوں نے اگرچہ بس کو روک دیا ہے لیکن ہمارے سفر کی راہ میں وہ حائل نہیں ہو سکیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس رؤیا کو بھی جہاں تک میرا تأثر ہے اور یقین ہے کہ مبشر ہے توقع سے بڑھ کر مبشر بنائے اور جماعت کے حق میں اس کی اچھی تعبیر ظاہر فرمائے۔

ایک اور رؤیا جو پچھلے دنوں دیکھی جس کے نتیجے میں میں نے ایک غزل کہی۔ غزل تو جماعت تک پہنچ چکی ہے لیکن اس کا پس منظر نہیں پہنچا۔ اس لئے میں وہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ پچھلے دنوں ہم نے سوچا کہ دسمبر میں چونکہ ربوہ میں جلسہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کثرت کے ساتھ جماعتوں میں جلسے کئے جائیں اور اللہ کے فضل کے ساتھ جو رپورٹیں مل رہی ہیں

بہت ہی بھرپور جلسے سارے پاکستان میں ہوئے ہیں

اور دوستوں کے بڑے اطمینان کے بہت ہی خط نصیب ہو رہے ہیں کہ بڑی مدت کے بعد دل کی یہ خلش دور ہوئی اور جو اس جلسے میں لطف آیا ہے اگرچہ یہ سالانہ جلسہ نہیں تھا اور وہ ربوہ والی کیفیت نہیں تھی مگر چھوٹے پیمانے پر ہونے کے باوجود بہت ہی زیادہ ایمان افروز اور تسکین بخش تھا۔ چونکہ میں تھوڑا جلسے کے موقعے پر کوئی نظم پیش کیا کرتا ہوں میں نے ایک غزل بھجوائی تھی۔ جس کا عنوان تھا۔

"غزل آپ کے لئے"

وہ عام دستور سے کچھ ہٹی ہوئی ہے اور شاید سننے والوں نے تعجب بھی کیا ہو کہ مجھے یہ کیا سوجھی اس طرز پر غزل کہنے کی اور کیا مقصد ہے تو چونکہ ایک خواب کے نتیجے میں یہ کہی گئی تھی اس لئے وہ خواب آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کوئی عزیز ہے وہ میرے لئے ایک مصرعہ

پڑھتا ہے۔ اور یہ مصرعہ خواب میں بالکل موزون ہے یعنی باقاعدہ باوزن مصرعہ ہے لیکن اُس نظم کے جلد پورا یاد نہیں رہا لیکن آخری حصہ اُس کا یاد رہا جس کے مطابق پھر یہ غزل کہی گئی۔ مضمون اس کا یہ تھا کہ لوگ آج کل کے زمانے میں ابتلاء کے زمانے میں اچھے اچھے شعر لکھ کر آپ کو بھجواتے رہتے ہیں، نظمیں کہتے رہتے ہیں تو اجازت ہو تو میں بھی کہوں اک غزل آپ کے لئے۔

"غزل آپ کے لئے" کے لفظ بعینہٖ وہی ہیں جو رؤیا میں دیکھے گئے تھے اور یہ کہوں میں یا کیا الفاظ تھے۔ اس کی تفصیل یاد نہیں رہی۔ چنانچہ اس "آپ کے لئے" کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جو میں نے غزل کہی اس کے پہلے چند اشعار اور آخری دراصل نعتیہ ہیں۔ وہ میں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے کہے ہیں اور بیچ کے چند اشعار دوسرے مضامین کے بھی ہیں۔ لیکن یہ میں سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ وہ میں اپنے متعلق نہیں کہہ رہا (نعوذ باللہ من ذالک)۔ میں نے خود اپنے متعلق تو وہ غزل نہیں کہنی تھی۔ اگرچہ کسی اور کے خیال سے بعض دفعہ انسان اپنے متعلق بھی ایک آدھ شعر کہہ لیتا ہے کسی کی زبان میں کہ گویا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے یہ پیغام دو۔ ایسے بھی ایک دو شعر اس میں ہیں لیکن دراصل اس کے اکثر اشعار نعتیہ ہیں، پہلے چند اور آخری خصوصیت کے ساتھ۔ تو یہ اس کا پس منظر ہے جو امید ہے معلوم ہونے کے بعد اس غزل کی طرز بھی سمجھ آجائے گی کہ کیا طرز ہے۔

ایک اور رؤیا جس میں انذار کا پہلو بھی تھا اور ایک خوشخبری کا رنگ بھی رکھتی تھی۔ وہ اگرچہ میں اپنے بعض دوستوں کے سامنے بیان کر چکا ہوں لیکن جماعت کے سامنے غالباً ابھی تک پیش نہیں کی۔ جب حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کا وصال ہوا ہے۔ تو جس دن اس کی اطلاع ملی، اس سے پہلی رات میں نے یہ رؤیا دیکھی کہ اقبال کی ایک مشہور غزل کے دو اشعار میں پڑھ رہا ہوں اور خاص اس میں درد کی ایک کیفیت ہے۔ اور اقبال کی یہ وہ غزل ہے جو بچپن میں کالج کے زمانے میں مجھے بہت پسند تھی لیکن چونکہ مدت سے پڑھی نہیں، اس لئے خواب میں کوشش کر کر کے یاد کر کے وہ شعر پڑھتا ہوں اور پھر آخر یاد آجاتے ہیں اور وہ رواں ہو جاتے ہیں اور وہ شعر یہ تھے کہ ؎

تھا جنہیں ذوقِ تماشہ وہ تو رخصت ہو گئے
لے کے اب تُو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا

آخرِ شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

تو بہت ہی دردناک اشعار ہیں اور جب آنکھ کھلی تو میرے دل پہ بہت ہی اس بات کا گہرا اثر تھا اور غم کی کیفیت تھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلے کے کوئی ایسے بزرگ جن کا خدا کے نزدیک ایک مرتبہ ہے، رخصت ہونے والے ہیں جو انتظار کی راہ دیکھتے دیکھتے میرے جانے سے پہلے پہلے وصال پا جائیں گے۔ دوسرے دن صبح جب ملک سیف الرحمٰن صاحب کے وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت لاہور کے دوست چوہدری حمید نصر اللہ صاحب اور ان کے ساتھ ایک دو اور دکھائی بھی تھے۔ یہ ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان سے میں نے بیان کی اور میں نے کہا کہ میں نیک فال کے طور پہ یعنی اگرچہ لفظ "نیک فال" کا اطلاق پوری طرح تو نہیں ہوتا مگر ان معنوں میں نیک فال کے طور پر کہ گویا انذار ٹل چکا ہے اور جو ہونا تھا ہو چکا ہے، اس خواب کے مضمون کو ملک سیف الرحمٰن صاحب کے وصال پر لگا رہا ہوں۔ اگرچہ وہ اس عرصہ میں ملتے بھی رہے ہیں لیکن جس مرتبے کے انسان تھے، خواب میں جیسا میرے ذہن پر اثر تھا کہ اس مرتبے کا کوئی انسان رخصت ہونے والا ہے یہ اُن پر صادق آتا ہے اور دوسرا یہ خیال تھا کہ ملک صاحب کو خواہش تو بہر حال

یہی ہو گی کہ میں کبھی ربوہ جاؤں اور پھر ربوہ میں واپسی ہو اور اس تقریب میں شمولیت ہو تو اس خیال سے اگر اس پر اطلاق ہو جائے تو کوئی بعید از قیاس بات نہیں۔ آپ کو میں یہ رؤیا بتاتے ہوئے اس دُعا کی تحریک کرتا ہوں کہ اللہ کرے کہ یہ انذار کا پہلو یہاں تک ہی ٹل جائے اور جو دوسرا پہلو ہے واپسی کا اس کے آثار جلد جلد ظاہر ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ ایسی حالت میں لے کے جائے کہ کم سے کم تکلیف کی خبریں ہیں۔ اس کے بعد خدا کرے۔ یعنی میں تو دُعا کے رنگ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بظاہر چیز ناممکن بھی ہو تو دعا کے ذریعے ممکن بن سکتی ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اب کے بعد واپسی تک کوئی فوت نہ ہو۔ وفات کا جو سلسلہ ہے وہ تو جاری رہے گا لیکن

دُعا کرتے وقت یہ کہنے میں کیا حرج ہے

کہ کوئی بھی نہ ہو۔ اس لحاظ سے میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ دُعا کریں کہ کم سے کم لوگ، اگر فوت ہونا کسی کا مقدر بھی ہے تو کم سے کم لوگ اس عرصے میں وفات پائیں اور کم سے کم لوگوں کے متعلق پھر یہ دردناک مضمون صادق آئے کہ ؎

تھا جنہیں ذوقِ تماشہ وہ تو رخصت ہو گئے
لے کے اب تُو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا

تحریکِ وقفِ نو

تحریک وقفِ نو کا آغاز ۳؍اپریل ۱۹۸۷ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس بابرکت تحریک میں آئندہ دو سال کے دوران پیدا ہونے والے بچوں کو وقف کے لئے پیش کیا جائے بعد میں ۱۰؍فروری ۱۹۸۹ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے اس تحریک کو آئندہ دو سال کے لئے مزید بڑھا دیا یعنی ۳؍اپریل ۱۹۹۱ء تک اس بابرکت تحریک کا مقصد اگلی صدی کا استقبال کرتے ہوئے واقفین نو بچوں کی ایک فوج خدا کی راہ میں تحفہ کے طور پر پیش کرنا ہے۔ حضور کی خواہش ہے کہ یہ تعداد ۵۰۰۰ ہونی چاہیئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اصولی ہدایات کے مطابق اس تحریک میں وہ بچے شامل ہو سکتے ہیں۔

۱۔ جو ۳؍اپریل ۸۷ء کے بعد پیدا ہوئے۔

۲۔ یا اس تاریخ کے بعد ان کی پیدائش متوقع ہے اور والدین نے قبل از پیدائش وقف کے لئے پیش کر دیا ہو۔

۳۔ یا والدین وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ اس عرصہ میں جو بھی اولاد پیدا ہو گی اسے وقف کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔

۴۔ بچیوں کے لئے اصولی ہدایت ہے کہ صرف ان بچیوں کو اس تحریک میں شامل کیا جائے جن کو قبل از پیدائش وقف کے لئے پیش کر دیا گیا تھا۔ پیدائش کے بعد بچیوں کو وقف کا کوئی جواز نہیں۔

احباب جماعت انفرادی طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں وقف اور دُعا کی غرض سے خط لکھیں اور کوائف دفتر تحریک جدید قادیان کو بھجوائیں۔

وکیل المال تحریک جدید

تقریبِ رخصتانہ

مکرم طارق محمود صاحب ابن مکرم محمد شفیع صاحب آف جرمنی کی مکرم عبدالمنان صاحب آف ربوہ کی بیٹی کے ساتھ تقریب رخصتانہ انجام پائی۔ حضور انور نے اس موقعہ پر شرکت کی اور اپنی دُعاؤں کے ساتھ بچی کو وداع کیا۔ احباب کرام سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار
عطاء الٰہی خان نزیل قادیان

خطبہ جمعہ

اس سال مجھے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ دنیا بھر کی بہت سی جماعتوں کے دورے کی توفیق عطا ہوئی اور ہر جگہ میں نے جماعت کے اندر ایک نیا ولولہ اور نئی زندگی پائی اور صرف جماعت ہی کے اندر نہیں بلکہ ارد گرد کے ماحول میں بھی خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے جماعت کے حق میں میلان پیدا فرمایا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۲ تبوک (ستمبر) ۱۳۶۸ ہش / ۱۹۸۹ء بمقام بیت نصر اوسلو

مکرم عبدالماجد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ احمدیہ لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

اس سال مجھے اللہ تعالیٰ نے پھر ناروے جماعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور یہ سفر خصوصیت کے ساتھ صد سالہ جوبلی کے ضمن میں منائے جانے والے جشن تشکر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس سال مجھے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ دنیا بھر کی بہت سی جماعتوں کے دورے کی توفیق عطا ہوئی۔ اور ہر جگہ میں نے جماعت کے اندر ایک نیا ولولہ اور نئی زندگی پائی اور صرف جماعت ہی کے اندر نہیں بلکہ ارد گرد کے ماحول میں بھی خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے جماعت کے حق میں میلان پیدا فرمائے اور اس کے نتیجے میں کوئی ایسا سفر کسی ایک ملک کا بھی نہیں جس کے متعلق میں کامل یقین کے ساتھ یہ نہ کہہ سکوں کہ خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے جماعت ہی کے اندر نہیں بلکہ جماعت کے باہر بھی تائید کی ہوائیں چلائی تھیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہی حال اس ناروے کے دورے کا بھی ہوگا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس سفر کے بھی انشاء اللہ بہت عمدہ اور دیرپا نتائج ظاہر ہوں گے۔

گزشتہ ممالک میں جہاں جہاں بھی سفر کی توفیق ملی۔ وہاں سے متعدد خطوط مسلسل موصول ہو رہے ہیں جن میں بتایا جا رہا ہے کہ خدا کے فضل سے سفر کے اختتام کے بعد بھی لوگوں کی توجہ غیر معمولی طور پر جماعت میں بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اس کے بہت سے نیک پھل نصیب ہو رہے ہیں۔

جہاں تک ناروے سویڈن اور ڈنمارک

کا تعلق ہے جماعت کو یہاں آئے ہوئے ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے اور اگرچہ جماعت کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن بہت حد تک یہ اضافہ پاکستان سے آئے ہوئے مہاجرین کے ذریعہ ہوا ہے۔ چنانچہ اسی ناروے میں ہی آج ہم جس جگہ اکٹھے ہوئے ہیں، یہ مسجد اس سے پہلے اتنی بڑی معلوم ہوتی تھی کہ چند گنتی کے آدمی یہاں، اس سامنے کے کمرے میں جہاں میں اس وقت خطبہ دے رہا ہوں اکٹھے ہو جایا کرتے تھے اور یہی سب کچھ جماعت تھی۔ لیکن اب جیسا کہ مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ اس کمرہ سے پچھلا ہال بھی بھرا ہوا ہے اور اس سے پیچھے جو کمرہ ہے وہ بھی بھرا ہوا ہے اور خواتین کا انتظام اس کے علاوہ ہے ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ پہلو کے دو کمروں میں بھی بیٹھے ہوں۔ تو جہاں تک جماعت کے پھیلاؤ کا تعلق ہے ایک پہلو سے تو ناروے کی جماعت میں نمایاں پھیلاؤ دکھائی دے رہا ہے مگر جہاں تک نارویجین لوگوں کا جماعت کی طرف متوجہ ہونے کا تعلق ہے، اس پہلو سے ابھی تک کوئی نمایاں خوشخبری مجھے نہیں ملی۔ اور اس جمعہ میں آج کے خطاب میں جماعت احمدیہ ناروے کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ نارویجین قوموں میں سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سعید روحیں تلاش کریں اور ان پر توجہ دیں اور دعاؤں سے کام لیں کہ اللہ تعالیٰ بکثرت اس قوم کے دل اسلام کی طرف پھیر دے۔ یہی مری تلقین دیگر سیکنڈے نیوین ممالک کو بھی ہے کہ وہاں کی جماعتوں کو بھی اس طرف اب خصوصیت سے توجہ دینی چاہیئے۔ اس سے پہلے اب تک ہماری جو بھی تبلیغی پالیسی رہی ہے۔ اس کی رو سے عموماً جماعتیں دلائل کے ذریعے تبلیغ کرتی ہیں۔ اور یہی طریق سکینڈے نیوین ممالک کے لئے بھی اب تک اختیار کیا جاتا رہا ہے مگر میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ دور اب دلائل کا دور نہیں رہا بلکہ اس سے بڑھ کر

خدا نمائی کا دور ہے۔

جب تک جماعت احمدیہ میں خدا رسیدہ اور خدا نما وجود پیدا نہیں ہوتے ہم ان ممالک میں کوئی روحانی انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔ دلائل کے لحاظ ان قوموں سے بات کی جاتی ہے جو اپنے مذہب کو اچھی طرح سمجھتے ہوں اور دلائل کی رو سے اپنے مذہب کے عقائد پر قائم ہوں مگر آج کی دنیا میں ایسے بہت کم لوگ ہیں اور یورپین ممالک میں تو ایسے بہت ہی کم لوگ ہیں جو دلائل کی بنیاد پر عیسائیت پر قائم ہوں۔ ایک پرانا طبقہ ہے جن کو ابھی تک نئے زمانے کی ہوا نہیں لگی، وہ عیسائیت پر اس وجہ سے قائم ہیں کہ انہوں نے اپنی وراثت میں عیسائیت کو پایا، انہی کی کوشش کا اور ان کی عقلوں کا عیسائیت کے ساتھ چمٹے رہنے سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ ایسے طبقے کو جب آپ دلائل کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں تو بالعموم یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ وہ لوگ دلائل کی بناء پر عیسائیت کے ساتھ نہیں چمٹے ہوئے۔ اس لئے دلائل کی رو سے ان کو الگ بھی نہیں کیا جا سکتا، ان کے اندر ضد پائی جائے گی، ان کے اندر ہٹ دھرمی پائی جائے گی۔ آپ بائبل کے حوالوں سے عہد نامہ قدیم کے حوالوں سے اور عہد نامہ جدید کے حوالوں سے اور عقل کے حوالوں سے ان کو سمجھانے کی کوشش کریں تو بات کے سمجھنے کے باوجود بھی وہ ہٹ دھرمی دکھاتے ہیں اور اکثر وہی طبقہ اس وقت عیسائیت پر مضبوطی سے قائم ہے جو عقل کو رخصت دے کر ایک ضد کے طور پر ایک مذہب کو اپنائے ہوئے ہے۔ اور ان کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ دنیا میں مذہب کی موجودہ شکل کو سچا دکھاتے بھی ہیں یا نہیں۔ بس ایسے لوگوں سے تو دلائل کی بات ہو نہیں سکتی، وہ لوگ جو اس وقت ہماری اکثریت میں ہیں یعنی یورپ کا

نوجوان نسبتاً خصوصیت کے ساتھ سیکنڈے نیویا میں نوجوان ہی نہیں بلکہ بڑی عمر کے بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو عیسائیت کے قائل ہی نہیں۔ کسی مذہب کے بھی قائل نہیں۔ خدا کی ہستی پر اگر ایمان ہے تو ایک سرسری سا دور کا ایمان ہے ورنہ عملاً یہ ایک دہریت کی زندگی بسر کرنے والے لوگ ہیں۔ ان قوموں میں ان حالات میں آپ عیسائیت کے خلاف یا عیسائیت کی صحیح تصویر دکھانے کے لئے سچی عیسائیت کے حق میں کیا دلائل دیں گے۔ جو بھی آپ دلائل دیں گے۔ ان کی سمجھ اور دلچسپیوں سے بالاتر ہیں۔ وہ سمجھیں گے کہ آپ پتہ نہیں کس زمانہ کی باتیں کر رہے ہیں۔ اب تو دور بدل چکا ہے ہم لوگ نئے میدانوں میں نکل آئے ہیں۔ نئی دلچسپیوں کی تلاش میں ہیں۔ ہمیں ان باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں کہ عیسائیت کیا تھی کیا ہے کیا ہونی چاہئے۔ پس اس پہلو سے آپ کے دلائل اکثر و بیشتر ایسے کانوں میں پڑتے ہیں جن کو ان باتوں میں بنیادی طور پر کوئی دلچسپی نہیں۔ ابھی ناروے میں داخل ہوتے ہی رات کو جو کچھ غیر مسلم دوست ملنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ ان کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ ان کو اسلام میں اور احمدیت کے اسلامی نقطہ نظر میں دلچسپی ہے۔ ایک دو باتوں سے ہی مجھے اندازہ ہوا کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مذہب میں کوئی دلچسپی نہیں۔ آپ کو ان لوگوں میں دلچسپی تھی جو آپ کے ہاں آکر آباد ہوئے اور آپ ان سے جو سوال کرتے ہیں وہ محض ایک تجسس کے طور پر کرتے ہیں کہ پتہ تو چلے کہ تم لوگ کیا ہو۔ کیا سوچتے ہو کیا تمہارے عقائد ہیں اس سے زیادہ آپ کو دلچسپی نہیں۔ انہوں نے ہنس کے کہا کہ ہاں بالکل یہی بات ہے۔ یہ بھولے آدمی ہمارے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ان کے دین میں دلچسپی ہے۔ ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ ہمیں صرف تجسس ہی ہے اور اپنے تجسس کی بناء پر ہم یہ پتہ تو کریں کہ یہ نئے قسم کے لوگ جو باہر سے آ رہے ہیں ان کا اسلام کیا ہے اور دوسرے قدیم مسلمانوں کا اسلام جس کے متعلق ہمارے علماء نے ہمیں بتایا ہوا ہے کہ وہ کس قسم کا اسلام کا تصور رکھتے ہیں۔ ان میں اور ان میں فرق کیا ہے۔ یہ بھی خمینی کے مزاج سا مزاج رکھتے ہیں یا اسی قسم کے بعض دیگر مسلمان سیاسی راہنماؤں کا مزاج رکھتے ہیں۔ یا ان میں کوئی فرق ہے۔ پس یہ دلچسپی ہے کہ یہ معلوم کریں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں لیکن جب بات کھولنے کے بعد میں نے انہیں احمدیت کے متعلق کچھ وہ باتیں بتائیں جن کا خدا کی ہستی اور مذہبی تاریخ سے گہرا تعلق ہے تو اچانک ان کے اندر ایک دلچسپی پیدا ہوئی۔ اور بالآخر بہت ہی واضح طور پر انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ یہ

جو باتیں آپ نے بتائی ہیں ان میں ہمیں دلچسپی ہے

پس امر واقعہ یہی ہے کہ اس وقت مغربی دنیا کو تبدیل کرنے کیلئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خود ایک دلیل بننے کی ضرورت ہے۔ خود خدا نما ہونے کی ضرورت ہے۔ آپ کے اندر الٰہی صفات پائی جانی چاہئیں آپ کے اندر وہ قوت پیدا ہونی چاہئے جو خدا سے تعلق کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ انسان کے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی صلاحیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے اپنے مسائل ہیں ان میں سے کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں ہوگا کہ

دعا ایک طاقت ہے

اور دعاؤں کے ذریعے ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ان کے اندر ابھی انسانیت کی جستجو ہے ان کو یہ علم نہیں کہ ابھی انسانیت مذہب سے عطا ہوتی ہے بلکہ اس کے برعکس یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب انسانیت کے برے نمونے پیش کرتا ہے ایسے ایک لمبے دور سے یہ خود گزرے ہوئے ہیں جہاں عیسائیت کے راہنماؤں نے ان کے سامنے بد اثرات چھوڑے اور جس طرح ہمارے ملک میں ملاؤں کے خلاف مذاق ہوتے ہیں ان کے متعلق دلچسپ قصے سنائے جاتے ہیں ان کی منافقت کے بارہ میں لطائف بیان کئے جاتے ہیں اس طرح ایک ایسا دور تھا جب عیسائیت کے راہنماؤں کے متعلق بھی یہی باتیں ہوتی تھیں اور بہت سے لطائف مشہور تھے کہ یہ ہمارے مذہبی راہنما ہیں یہ ان کے اخلاق ہیں اور یہ ان کے کردار ہیں۔ پھر ان کے تعصبات، ان کی تنگ نظری، سخت مزاجی ان سب باتوں نے بلکہ اہل مغرب کو رفتہ رفتہ مذہب سے دور کرنا شروع کیا۔ پس ان کے ہاں جو مذہب کا تصور ہے وہ انسانیت کے مقابل پر ہے یہ سمجھتے ہیں کہ انسانیت اور انسانی قدریں ایک چیز ہیں اور مذہب اور مذہبی قدریں اس کے مدمقابل دوسری چیز ہیں اور جتنا انسان مذہبی ہوتا چلا جائے گا اتنا اس کا کردار اجنبی اور کھوکھلا اور مصنوعی ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور اس میں کوئی ایسی خوبصورت کشش نہیں پائی جاتی جس کے ذریعہ انسان اس سے متاثر ہوں تو دراصل عام انسانی قدروں کی طرف بڑھنے کے نتیجے میں یہ مذہب کے اس تصور سے دور ہوتے چلے گئے اس پہلو سے اس تجزیہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کو مذہب کو اس رنگ میں یہاں پیش کرنا ہوگا کہ اعلیٰ اخلاقی اقدار مذہب کے ساتھ وابستہ دکھائی جائیں۔ ان کو معلوم ہو کہ مذہب سے مراد نہایت اعلیٰ درجہ کے انسانی اخلاق اور ضابطہ حیات ہے جو انسان کی زندگی بدل دیتا ہے اس کے نتیجے میں انسان ایک بہتر انسان کے طور پر دنیا میں ابھرتا ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزے کے نقوش کی صورت میں بیان فرمایا

آپ نے فرمایا کہ آپ کے عظیم الشان معجزہ نے جو نقوش دنیا پر قائم کئے ان میں سے پہلا یہ تھا کہ جو جاہل تھے، جو حیوانوں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے انہیں انسان بنایا، پھر ان انسانوں کو باخدا انسان بنایا، پھر ان باخدا انسانوں کو خدا نما انسان بنا دیا یہ ساری منازل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کے معجزے نے چند سالوں میں طے کروا دیں اور یہی وہ منازل ہیں جن کو طے کئے بغیر آج بھی یہ معجزہ رونما نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ منازل ہیں جن کو طے کرنے کے بعد آج بھی یہ معجزہ رونما ہو سکتا ہے۔

پس ان قوموں کے ساتھ اپنے روابط میں اپنے نفس کے ساتھ رابطہ قائم کریں اور اپنا تجزیہ کریں اور معلوم کریں کہ آپ کس حد تک اعلیٰ درجے کے انسان ہیں۔ کیونکہ کوئی انسان صحیح معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا جب تک وہ پہلے اعلیٰ درجے کا انسان نہ بنے۔ پس پہلے اپنے آپ کو انسانیت کی اعلیٰ قدروں سے مزین کریں۔ اپنے آپ کو وہ حسن بخشیں کہ جو عام انسانوں کی نظر میں بھی حسن لگتا ہے

قطع نظر اس کے کہ مذہب کیا ہے یا رنگ کیا ہے یا نسل کیا ہے اُس حسن کے ساتھ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑیں یا جیسا کہ میں نے پہلے ایک خطبے میں بیان کیا تھا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے نتیجے میں یہ حسن پیدا کریں ایسی صورت میں آپ کا یہ حسن گہرا ہوگا۔ اور دائمی ہوگا۔ کسی سطحی کردار سے تعلق نہیں رکھے گا۔ ایسی صورت میں خدا تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائیگا مدد کرے گا۔ اور آپ جوں جوں باخدا بننے شروع ہو جائیں گے خدا کی تقدیر آپ کو خدا نما بنانا شروع کر دے گی۔ خدا نمائی کی منزل خدا نما بننے کے بعد آیا کرتی ہے۔ خدا نمائی کی منزل میں پھر اعجاز شامل ہو جاتا ہے۔ دعاؤں کی قبولیت شامل ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی روحانی عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ آج بھی جب میں آ رہا تھا تو سفر کے دوران ڈاک دیکھنے کی توفیق ملی جو کل لندن سے پہنچی تھی۔ ساری ڈاک تو دیکھنی ناممکن تھی مگر جس حد تک مجھے موقعہ ملا میں نے دیکھا، اس میں مختلف ممالک سے بہت ہی دلچسپ خطوط ملے ہیں ان میں ایک خط ایک بڑی قوم کے سربراہ کے متعلق تھا۔ وہ جماعت احمدیہ سے آشنا تو تھے مگر کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن وہ ایک بہت بڑی مضبوط قوم کے سربراہ ہیں ان کی لمبے عرصے سے یہ خواہش تھی کہ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہو لیکن باوجود

پاس۔ کیسے کیسے ہر قسم کے علاج بھی انہوں نے کروائے۔ بڑے بڑے پیروں کے پاس بھی گئے لیکن ان کی آرزو بر نہ آئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ شاید میں چھوٹی عمر کی عورت سے شادی کروں تو میری تمنا پوری ہو جائے اس پر کسی نے ان کو کہا کہ ایک اور رستہ بھی آپ آزما کر دیکھ لیں۔ جماعت احمدیہ کے امام کو دعا کا خط لکھیں اور اپنے ہاتھ سے لکھیں اور سنجیدگی سے پورے خلوص کے ساتھ لکھیں کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس لئے آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک بیٹا عطا فرمائے۔ اور ایسی صورت میں، میں یہ عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ جماعت احمدیہ کے لئے اپنے دل میں ایک محبت کا گوشہ رکھوں گا۔ یہ تو نہیں کہا کہ میں ایمان لے آؤں گا لیکن یہ کہ میں بہت ہی خدمت کا تعلق رکھوں گا۔ انہوں نے جو خط کے ذریعے مجھے اطلاع دی وہ حیرت انگیز ہے۔ بالعموم میں تو یہی کہا کرتا ہوں کہ میں دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ لیکن بعض دفعہ بعض دعائیں ایسی حالت پیدا کر دیتا ہے کہ دعا کرنے کی بجائے اُسے خوشخبری دے دیتا ہوں اور یہ بسا اوقات سوچی سمجھی تدبیر کے مطابق نہیں بلکہ خود بخود ہو جاتا ہے چنانچہ ان کو میں نے لکھا، انہوں نے جو مجھے حوالہ بھیجا ہے کہ

اللہ تعالیٰ آپ کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا اس کا نام اعجاز احمد رکھنا

چنانچہ یہ خط ملنے کے بعد اُسی حمل میں اللہ نے ان کو بیٹا عطا فرمایا، اور انہوں نے اس کا نام اعجاز احمد رکھا۔ اور وہ خط سنبھال کر رکھا ہوا ہے اور سارے علاقے کے معززین جو بھی مبارکباد دینے آتے ہیں ان کو کہتے ہیں کہ یہ خط پڑھ لو کہ خدا نے یہ بچہ مجھے کس طرح عطا کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دعا ایک ایسا اعجاز ہے جو آپ، ہر احمدی کو عطا ہوا ہے۔ اس میں صرف خلیفہ وقت کا اختیار نہیں یہ وہ اعزاز ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے پا کر ہمیں عطا کیا ہے۔ اور یہی معنیٰ ہے اس بات کا کہ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ھولاء او رجال من ھولاء کہ اگر ایمان ثریا تک بھی چلا گیا یعنی زمین کو کلیۃً چھوڑ گیا تب بھی، ان لوگوں میں سے وہ ایک شخص پیدا ہو گا یا بعض اشخاص پیدا ہوں گے جو ثریا سے ایمان کو کھینچ لائیں گے۔ پس دعاؤں کے نتیجے میں ہی ایمان ثریا سے اترا کرتے ہیں اور یہ کام ایک شخص کا نہیں بلکہ رجال کا ہے اور میرے نزدیک رجال سے مراد جماعت احمدیہ کے رجال ہیں اور وہ سارے خدا پرست لوگ خدا رسیدہ لوگ، خدا نما لوگ جو حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق باندھتے ہیں اور سچا اخلاص کا تعلق باندھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو یہ اعجاز عطا کرتا ہے کہ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اپنے فضل کے ساتھ اُن دعاؤں کے طفیل وہ دنیا میں آسمان پر گئے ہوئے ایمان کو واپس کھینچ لاتے ہیں۔

پس ان قوموں کو آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ صرف بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں ہے اور دعاؤں کی ضرورت سے یہ مراد نہیں کہ اپنے ہونٹوں سے سرسری دعائیں کریں یا الگ بیٹھ کر دعائیں کریں خواہ دل کی گہرائی سے دعائیں ہوں بلکہ وہ دعائیں کریں جن کا میں نے ذکر کیا ہے جو خدا کے پائے قبولیت میں جگہ پاتی ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ نشان بنا دیا کرتا ہے۔ ایسی دعائیں ان قوموں کے حالات بدل سکتی ہیں۔

چنانچہ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آئندہ زمانے کے حالات بیان فرماتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی کہ مسیح نازل ہو گا اور اس کے ساتھ ہی یہ حدیث بیان کی جو بہت تفصیلی ہے اور مسلم میں بھی ہے اور سنن ابی داؤد میں بھی ہے۔ اس میں یہ ذکر ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح پر وحی نازل فرمائے گا اور یہ وہ حدیث ہے جس میں چار دفعہ آنے والے مسیح کو نبی اللہ فرمایا گیا جس پر وحی نازل فرمائے گا اور اُسے کہے گا کہ اس زمانے میں ہم نے دو ایسی طاقتور قومیں نکالی ہیں جن سے مقابلہ کرنے کی کسی انسان کو طاقت نہیں۔ کسی انسان کی مجال نہیں کہ ان قوموں سے مقابلہ کر سکے

پس تم بھی دنیاوی ہتھیاروں سے ان قوموں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور وہ دو قومیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ساری دنیا جانتی ہے۔ مشرق اور مغرب کے دو بلاک ہیں۔ ایک کیپیٹلسٹ بلاک ہے اور ایک سوشلسٹ بلاک ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی کسی طاقت میں اور کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ ان

دونوں عظیم طاقتوں کا

دنیاوی ہتھیاروں سے مقابلہ کر سکے۔

پھر اس کے بعد فرمایا کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح سے فرمائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق، کہ اس لئے تم پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ، پہاڑ کے دامن میں پناہ لو اور دعا کرو۔ دعا کے نتیجہ میں

اللہ تعالیٰ ان قوموں کو پگھلا دے گا،

اور اسلام کو فتح نصیب کرے گا۔

مجھے پہلے کئی دفعہ یہ خیال آیا کرتا تھا کہ یہاں کسی اور جہاد کا ذکر نہیں استدلال کا ذکر نہیں، دلائل کے ذریعے اور لٹریچر کے ذریعے فتح کرنے کا ذکر نہیں صرف دعا کا کیوں ذکر ہے۔ پھر لمبے تجربہ کے بعد مجھے یہ مفہوم سمجھ آیا کہ یہ لٹریچر اور یہ ساری تبلیغی کوششیں اگر مقبول دعاؤں کے بغیر ہوں تو ان کی کوئی بھی قیمت نہیں۔ آپ لاکھ لٹریچر شائع کریں ان پر کوڑی کا بھی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن اگر یہ روحانی لوگ دیکھیں گے، اگر یہ خدا سے تعلق والے لوگوں کا خود مشاہدہ کریں گے، دعائیں کرنے والے لوگ دیکھیں گے تو پھر یقیناً ان کے حالات بدل جائیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی سنجیدگی کے ساتھ اسلام کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اس لئے یہ نکتہ جو آج میں نے آپ کو بتایا ہے یہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمودہ نقطہ ہے اور یہ وہ نقطہ ہے جو آپ کے بیان کے مطابق خدا تعالیٰ خود مسیح موعود کو سمجھائے گا اور خود خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو سمجھایا۔

پس یہ وہ ہتھیار ہے جس کو آج آپ کو سب سے زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت ہے اور یہ ہتھیار ہر شخص کے قبضہ قدرت میں ہے، اگر وہ اسے لینا چاہے اور اپنانا چاہے اور اگر نہ اپنانا چاہے تو کسی کے ہاتھ میں نہیں آسکتا۔ اس لئے

آپ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس نسخے کو آزمائیں،

اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں اور خود خدا نما بن جائیں۔ ایسی دعائیں کریں جو خدا کے حضور مقبولیت کی جگہ پائیں اور اس کے نتیجے میں آپ کے گرد و پیش ماحول میں لوگ محسوس کرنے لگیں کہ ہمارے اندر ایک خدا رسیدہ انسان آگیا ہے اور آپ کی دعاؤں کی برکت کے کرشمے وہ دیکھیں اور ان کے ماحول میں جو پاک تبدیلیاں آپ کی دعاؤں کے نتیجے میں ہوں وہ انہیں مجبور کر دیں کہ وہ رستہ اختیار کر لیں جس رستے پر خدا ملتا ہے اور جس کا مشاہدہ وہ خود اپنی آنکھوں سے کر چکے ہوں۔

پس یہ وہ ایک طریق ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ لازماً کامیاب ہو گا۔ اس کے ناکام ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وہ طریق ہے جو پہلے بھی کامیاب ہوا تھا اور یہی وہ طریق ہے جو دوبارہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سمجھایا گیا اور یہی وہ طریق ہے جس کی طرف آج میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔

سارے سکینڈے نیویا کی مذہب سے عدم دلچسپی کا ایک ہی علاج ہے کہ یہاں آئے ہوئے احمدی باخدا انسان بن جائیں اور پھر خدا نما بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد بعض معلومات کی اصلاح کرنی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ سکرنڈ میں ایک احمدی ڈاکٹر منور احمد صاحب شہید ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ اسی نام کے ایک احمدی کنڈیارو میں بھی رہتے ہیں جو بھٹو خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے خاندان میں پہلے شہادتیں ہو چکی ہیں اور جیسا کہ میں نے خطبہ میں بیان کیا تھا بہت ہمت اور حیرت انگیز صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ وہ نہ صرف جماعت کے ساتھ تعلق میں قائم ہیں بلکہ ہر قسم کے خطرے کے پیش نظر اور

اس کے باوجود اس خاندان نے فیصلہ کیا ہے کہ اس علاقے کو ہم نے نہیں چھوڑنا۔ جب مجھے اطلاع ملی تو غلطی سے امور عامہ کی طرف سے یا جس کی طرف سے بھی اطلاع آئی منور احمد بٹ لکھا گیا اس لئے میرا ذہن کنڈیارو کے خاندان کی طرف گیا۔ اور اپنے خطبے میں، میں نے کنڈیارو کا تعارف ہی کرایا۔ بعد میں مجھے ان کے بعض رشتہ داروں کی طرف سے اطلاع ملی کہ ان کا نام منور احمد جٹ تھا اور اطلاع دینے والے نے غلطی سے آپ کو بٹ لکھ دیا، غالباً اسی لئے وہ نہ سمجھے۔ اسی لئے سکرنڈ کی بجائے میرا ذہن کنڈیارو کی طرف چلا گیا، تو یہ جو منور احمد شہید ہیں، یہ منور احمد جٹ کہلاتے تھے، جاٹ خاندان سے تعلق تھا اور سکرنڈ کے رہنے والے تھے۔ یہ جماعتوں میں جہاں جہاں میرے خطبے کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے، احباب اُس کو درست کر لیں۔

قادیان میں عقیدت مندوں کا اجتماع

منارۃ المسیح قادیان اور قادیان کی خوشنما تصویر کے ساتھ دیدہ زیب شائع ہوئی ——— (ایڈیٹر)

گزشتہ ماہ قادیان (ضلع گورداسپور) میں احمدی مسلمانوں کا ایک عظیم اجتماع ہوا۔ اکثر اخبارات نے احمدیوں کی کانفرنس کی رپورٹ شائع نہیں کی۔ جس میں احمدیوں کے موجودہ سربراہ حضرت مرزا طاہر احمد کا پیغام پڑھا گیا تھا۔ یہ نہایت اہم ہے کہ کانفرنس قادیان میں ہوئی۔ بجائے ربوہ کے، جو کہ ایک بڑا احمدی مرکز ہے۔ قادیان جو کبھی احمدیوں کا صدر مقام سمجھا جاتا ہے۔ ربوہ پاکستان میں ہے اور اس طرح کی کانفرنس کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلمان قرار دیا گیا ہے۔ اور انہیں وہاں اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے کی پابندی ہے اگر کانفرنس ہو تو پاکستان سرکار انہیں پریشان کرتی ہے۔ ربوہ (پاکستان) سے قریباً ۱۱۰۰ احمدی مسلمان قادیان پہنچے تاکہ وہ صد سالہ کانفرنس میں شامل ہو سکیں۔ برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، جرمنی، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، ہالینڈ، ملائشیا اور بہت سے افریقی ممالک سے احمدی اس لئے آئے تاکہ وہ دوسرے دس ہزار احمدیوں سے مل سکیں۔

احمدیہ تحریک قادیان میں ۹۹ برس پہلے شروع ہوئی تھی۔ اپنے پیغام میں اس کے چوتھے خلیفہ نے امید ظاہر کی کہ قادیان ایک بار پھر ان کے فرقے کا صدر مقام بن جائے گا۔ انہیں اپنے روحانی دار الخلافہ کو دوسری جگہ منتقل کرنے سے کون روک سکتا ہے؟

مذہبی جنون کی بڑھتی ہوئی لہر سے نقصان اٹھانے کے باوجود ہم بھارتیہ ابھی بھی فخر کر سکتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ہر ایک کو اپنے مذہب و عقیدے پر کاربند رہنے اور تبلیغ کرنے کی آزادی حاصل ہے۔

(روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۲ فروری ۱۹۹۰ء)

ولادت مکرم مولوی جلال الدین صاحب قمر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۹/۱ کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب قائمقام امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بچی کا نام "فاتحہ عفت" تجویز فرمایا ہے۔ مکرم مولوی صاحب نے ۱۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے بچی کے نیک صالحہ اور خادمہ دین اور درازیٔ عمر ہونے کے لئے درخواست دعا کی ہے۔ (ایڈیٹر)

بدر کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں اور جماعتی فریضہ ادا کریں۔ (مینیجر بدر)

پاکستان اور احمدی

پاکستان کے جنونی مسلمان کبھی کبھی ہندوستان کی سرکار اور ہندوؤں کو اُن کی نام نہاد مسلم کش پالیسیوں کے لئے دوشی ٹھہراتے اور اُن کی مذمت کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ لیکن اب انہیں اپنے ہی آدمیوں کے ایک ناخوشگوار سوال کا جواب دینا پڑ گیا ہے۔ پاکستان کی انسانی حقوق کمیشن نے ایسے مسلمانوں سے پوچھا ہے کہ آپ لوگ آئے دن ہندوستان کو کوستے رہتے ہیں کہ وہ اپنے مسلم شہریوں کی رکشا نہیں کر رہا۔ لیکن آپ کا اپنا کیا حال ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ اپنے دیش کے احمدیوں سے کیا سلوک کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ انہوں نے پنجاب کے گجرات ضلع کے چک سکندر کے جولائی ۱۹۸۹ء کے فساد کی تحقیقات کی ہے جس میں مقامی حکام اور پولیس کو دوشی ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ رپورٹ ۲۳ نومبر کو پنجاب سرکار کو بھیجی گئی تھی۔ سرکار سے کہا گیا تھا کہ وہ ۲۱ دسمبر تک اس پر اپنے تاثرات بھیجے لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔

یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے جس دن سے پاکستان بنا ہے غریب احمدیوں کی شامت آ رہی ہے۔ اُن پر ہر طرح سے عرصہ حیات تنگ کیا گیا ہے۔ ۱۹۵۴ء کے بعد احمدیوں کے خلاف کئی فسادات ہو چکے ہیں۔ تازہ واقعہ کی بابت یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ ایک شخص محمد میر نے شروع کیا جس نے اس بات پر اعتراض کیا کہ احمدی گاؤں کی جامع مسجد نماز کے لئے استعمال کر رہے ہیں، جبکہ عام مسلمان کرتے ہیں۔ اس نے اپنی اس حرکت کو یہ کہہ کر حق بجانب ثابت کیا کہ جنرل ضیاء الحق نے پاکستان کا جو اسلامی کرن شروع کیا تھا اس میں احمدیوں کو اپنی مسجدوں سے دور رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اس لئے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیوں کا کوئی حق نہیں کہ مسلمانوں کی مسجدیں استعمال کریں۔ کیونکہ وہ تو مسلمان ہیں ہی نہیں۔ جس فساد کی رپورٹ پنجاب سرکار کو بھیجی گئی اس میں تین احمدی ہلاک ہو گئے تھے۔ اور احمدیوں کے ۲۰ گھر لوٹ لئے گئے اور جلا دیئے گئے۔ پولیس کو اس کی رپورٹ کی گئی۔ لیکن حسب توقع پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ انسانی حقوق کمیشن نے پنجاب سرکار کے علاوہ اسلام آباد سرکار کو بھی شکایت کی ہے لیکن کسی نے اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ یہ بھی سننے میں آ رہا ہے کہ کئی احمدیوں کو جبراً مسلمان بنایا جا رہا ہے۔

یہ ہے سلوک پاکستانی مسلمانوں کا ان لوگوں سے جو جگہ جگہ کہہ رہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ اُن کے لوگ اگر ہندوستان کے مسلمانوں سے ہو رہی مبینہ بدسلوکی پر اعتراض کریں تو کون اُن کی بات پر وشواس کرے گا۔ نریندر

(روزنامہ پرتاپ یکم فروری ۱۹۹۰ء)

درخواست ہائے دعا مکرم قریشی انعام الحق صاحب کی والدہ محترمہ چند ہفتوں سے زیادہ بیمار ہیں امرتسر ہسپتال میں بغرض علاج رہیں۔ اب قدرے افاقہ ہے۔ موصوفہ کی صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ایڈیٹر)

● محترمہ امۃ الرشید نرگس اہلیہ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد اعانت بدر میں یکصد روپیہ ادا کرتے ہوئے اپنے نومولود بچے کی درازی عمر اور صحت و سلامتی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

نومولود کو والدین نے پیدائش سے قبل ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عظیم روحانی تحریک وقف نو میں وقف کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ وقف کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنے والا بنائے۔ آمین

(خاکسار رفیق احمد مینیجر اخبار بدر قادیان)

● مکرم شیخ نصیر احمد صاحب آف رسول پور (مونگھیر) ۱۰/- روپے اعانت بدر بھیجتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ وہ عرصہ دراز سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی والدہ محترمہ اور بھائیوں کی صحت و سلامتی اور کاروبار زندگی میں برکت اور جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ (ایڈیٹر)

مشرقی یورپ میں زبردست انقلاب

اور

ایک حیرت انگیز پیشگوئی!

محترم مولینا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کے قلم سے

یہ عجیب اور پُراسرار بات ہے کہ احمدیت کی دوسری صدی کے آغاز کے ساتھ ہی اقوام عالم میں انقلابات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور برلن کی آہنی دیوار کے پاش پاش ہونے کا واقعہ بھی اس کی ایک کڑی ہے جس نے پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے اور مبصرین اسے قصر اشتراکیت کے ہل جانے سے تعبیر کر رہے ہیں۔

یہ دیوار ۱۳ اگست ۱۹۶۱ء کو معرض وجود میں آئی۔ جس نے ایک ہی شہر کے رہنے والوں کو ایکدوسرے سے جُدا کر دیا۔ برلن کا شہر نہ صرف جغرافیائی طور پر تقسیم ہو گیا بلکہ سیاسی، اقتصادی، ثقافتی اور انسانی اعتبار سے بھی اس کے حصے بخرے کر دیئے گئے۔ ظلم و ستم کی حد یہ تھی کہ گلیوں اور بازاروں حتیٰ کہ گھروں کو بھی دو لخت کر دیا گیا۔ یعنی ایک ہی گھر اور کنبہ کے آدھے لوگ مشرقی جرمنی اور باقی مغربی جرمنی میں رہ گئے۔ بازاروں کی ایک ہی دوکان دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ یہی نہیں معصوم بچوں کے کھیل کے میدان بھی اس تفریق و امتیاز کا شکار ہو گئے۔

گزشتہ دنوں برصغیر کے بعض اخبارات مثلاً جنگ، نوائے وقت اور مشرق، نے اپنی خصوصی اشاعتوں میں اس خونی دیوار کی ہلاکت آفرینیوں کا جو نقشہ کھینچا ہے اُس سے انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ اس دیوار کے ساتھ خاردار تاروں اور برقی رو کے جدید آلات پر مشتمل باڑھ تھی اور اس کے مشرقی جانب ایک خفیہ آنکھیں رکھنے والی خودکار مشین گنیں لگائی گئیں تاکہ جونہی کوئی شخص ان آنکھوں کو نظر آئے اُسے گولیوں کی بوچھاڑ سے خون میں نہلا دیا جائے۔

قیدیوں کے تبادلہ اور سرکاری عملہ کے اور ایک دو مستثنیٰ مقامات پر آنے جانے کے لئے دیوار کے چند مقامات مخصوص کر دیئے گئے۔ ان کے علاوہ کسی جگہ سے غیر قانونی طور پر دیوار عبور کرنے کی سزا موت قرار پائی۔ کچھ عرصہ بعد مشرقی جرمنی میں دیوار کی جانب مکانات کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں پھر یہ مکانات بھی پیوندِ خاک کر دیئے گئے۔ اور دیوار کے ادھر کئی سو فٹ کا علاقہ ممنوعہ قرار دیدیا گیا جس میں ۲۴ گھنٹے خوفناک کتوں، مسلح دستوں اور سرچ لائٹوں کا نظام قائم کر دیا گیا اور مشرقی اور مغربی جرمنی کے درمیان دیوار سے پرے سفر کرنے والی کاروں اور ریل گاڑیوں کی تلاشی اتنی سخت کر دی گئی کہ ان کے ڈبوں کے نیچے بھی جاسوسی کتوں کی مدد سے تلاشی لی جاتی اور دیوار سے چند فٹ ادھر "نو مین لینڈ" میں بھی قدم دھرنے کی صورت میں موقع پر گولی مار دی جاتی تھی۔ ظلم و ستم کا یہ سلسلہ ۲۸ سال تک برابر جاری رہا۔ اس طویل اور صبر آزما عرصہ میں مشرقی جرمنی کے پانچ ہزار شہریوں نے دیوار برلن کو عبور کر کے فرار ہونے کی کوشش کی جن میں سے ۱۹۱ افراد مشرقی جرمنی اور روسی فوجیوں کی گولیوں کا نشانہ بنے الغرض دیوار برلن وحشت و بربریت کی علامت بن گئی جس نے امریکہ اور روس میں ہی نہیں، مغرب اور مشرق کے درمیان نفرت و حقارت اور جبر و استبداد کے بے شمار واقعات کو جنم دیا۔

احمدیت کی پہلی صدی کے اختتام تک کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ خونی دیوار گرائی جا سکتی ہے اور وہ وقت بھی آ سکتا ہے جبکہ مشرقی جرمنی کے شہری کمیونزم کی استبدادی زنجیروں کو توڑ کر آزادی کا سانس لے سکیں گے۔ حتیٰ کہ آج سے نو ماہ قبل مشرقی یورپ کے ایک کمیونسٹ لیڈر نے یہ زوردار بیان دیا کہ:

"یہ دیوار ختم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا..... یہ تو آئندہ سو سال بھی رہے گی۔"

لیکن حالات نے اتنی جلدی جلدی پلٹا کھایا کہ پوری دنیا دنگ رہ گئی۔ سب سے پہلے مشرقی جرمنی کے ماحول میں خودمختاری کی تحریکوں کا سیلاب اُٹھا جس کے سامنے بالشوازم اور سوشلزم کے نظریات خس و خاشاک کی طرح بہنے لگے۔ پولینڈ میں پہلی غیر کمیونسٹ حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ ہنگری، بلغاریہ اور چیکوسلواکیہ روسی اقتدار اور اثر و رسوخ کے خلاف مجسم احتجاج بن گئے اور سوویٹ یونین کی بالٹک کی ریاستوں اور آرمینیا تک جمہوریت کے نعروں سے گونج اُٹھے اور ہر طرف عوامی اقتدار کے نقارے بجنے شروع ہو گئے۔

آزادی کی اس لہر نے مشرقی جرمنی کے باشندوں میں بے پناہ جوش و خروش پیدا کر دیا۔ اسی دوران مشرقی جرمنی کی سالگرہ کے موقع پر روس کے سربراہ مسٹر گورباچوف مشرقی جرمنی تشریف لائے۔ ان کے جانے کے بعد ملک میں زبردست مظاہرے شروع ہو گئے اور عوام ملک میں جمہوریت کی بحالی کا مطالبہ کرتے سڑکوں پر آ گئے لیکن مشرقی جرمنی کے صدر ایرک ہونیکر نے یہ مطالبہ رد کر دیا اور مظاہرین کو طاقت کے ذریعے دبانے کی کوشش کی۔ مگر صرف چار دن بعد مسٹر گورباچوف نے انہیں روس بلا کر مستعفی ہونے کا حکم دیا اور اُن کی بجائے مسٹر کرنز ملک کے سربراہ مقرر ہو گئے۔ جنہوں نے پہلے ہی قدم پر مظاہرین کے مطالبات تسلیم کرنے کا وعدہ کیا اور بالآخر ۹ نومبر ۱۹۸۹ء کی رات کو مشرقی جرمنی کی حکومت نے اپنی سرحدیں کھولنے کا اعلان کر دیا۔ یہ اعلان جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔ ہر کوئی خوشی سے ناچتا گاتا ۲۵۴ میل لمبی دیوار برلن کی طرف بڑھنے لگا۔ ہر کسی کے ہاتھ میں دیوار کو توڑنے کا کوئی نہ کوئی ہتھیار تھا۔ دیوار کو توڑ کر کئی مقامات سے آزادانہ آمد و رفت کے لئے کھول دیا گیا۔ جو وہاں سے گزر نہ سکے وہ دیوار پھلانگ کر اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو ملنے کے لئے مغربی برلن میں داخل ہو گئے۔ دیوار پر اُن کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالنے کے لئے اُن کے بھائی کھڑے تھے۔ یہ ایک ایسا جشن کا سماں تھا جو چشم فلک نے بہت کم دیکھا تھا۔ فاصلے مٹ گئے اور وہ فطری محبتیں جنہیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے روسی نظام نے ہر ممکن ذرائع استعمال کئے پھر سے ایک زندہ حقیقت بن گئیں۔ لوگ گلے مل رہے تھے اور زار و قطار رو رہے تھے۔ مغربی جرمنی کے شہری آنے والے مہمانوں کی خاطر تواضع کے علاوہ نقد رقوم بھی پیش کر رہے تھے۔ تاکہ وہ بھی خوشی منا سکیں۔ مغربی ذرائع ابلاغ کے مطابق ۴۸ گھنٹوں کے اندر دو لاکھ سے زائد افراد دیوار برلن کو عبور کر کے مغربی جرمنی میں داخل ہوئے اور ہزاروں افراد ایک باقاعدہ راستہ سے آئے۔

اس طرح برلن کی تقسیم کا المیہ ایک حد تک ختم ہو گیا اور اخوت و محبت کے نئے اور زریں باب کا آغاز ہوا۔

حال ہی میں روس کے صدر مسٹر میخائل گورباچوف نے ایک مشترکہ بیان میں روس کے اس موقف کا اعادہ کیا ہے کہ مشرقی جرمنی، پولینڈ، ہنگری، بلغاریہ اور چیکوسلواکیہ کو اپنا راستہ خود متعین کرنے کی اجازت ہے اور معاشرے میں جمہوریت کے اصولوں کی موجودگی ضروری ہے۔ اسی طرح انہوں نے مشرقی یورپ کی نئی تبدیلیوں کا خیر مقدم کیا ہے۔

مادی آنکھ اس زبردست انقلاب کو محض ایک اتفاق قرار دے گی۔ مگر عارفوں اور اہل بصیرت کے نزدیک اس تغیر عظیم کے پیچھے یقیناً خدائی تصرف اور آسمانی تقدیر کا ہاتھ کارفرما نظر آتا ہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ خدا کے ایک عجیب بندہ نے ۱۳۲۲ہش اور ۱۹۴۳ء میں جبکہ جرمنی ایک متحدہ اور طاقتور ملک تھا اور مشرقی اور مغربی جرمنی کی موجودہ حکومتوں کا وجود تک نہیں تھا، ان پر العقول تغیرات کی قبل از وقت خبر دیدی تھی۔ میری مراد امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جنہوں نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۳ء کو جلسہ سالانہ قادیان سے خطاب

کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

"بالشوزم کے موجودہ نظام پر نہیں جانا چاہیئے وہ اس وقت زار کے ظلموں کو یاد رکھتے ہوئے ہے۔ جس دن یہ خیال اُن کے دل سے بھُولا پھر یہ طبعی احساس کہ ہماری خدمات کا ہم کو صلہ ملنا چاہیئے اُن کے دلوں میں پیدا ہو جائے گا۔ نئی پود بغاوت کرے گی اور اس تعلیم کی ایسی شناعت ظاہر ہوگی کہ ساری دُنیا حیران رہ جائیگی"۔

(نظام نو صفحہ ۸۶ طبع سوم ۲۹ مارچ ۱۹۴۸ء)

دو سال بعد آپ کا ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء کو احمدیہ انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام احمدیہ ہوسٹل واقع ۳۲ ڈیوس روڈ لاہور میں ایک معرکہ آرا لیکچر ہُوا۔ جس میں احمدی احباب کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں مسلم اور غیر مسلم معززین بھی شامل تھے جن کی اکثریت چوٹی کے تعلیم یافتہ طبقہ اور پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر اور طلبہ سے تعلق رکھتی تھی اس لیکچر کے آخر میں آپ نے ایک بار پھر واشگاف لفظوں میں پیشگوئی فرمائی کہ :-

"اس وقت کمیونزم کی کامیابی محض زار کے مظالم کی وجہ سے ہے جب پچاس ساٹھ سال کا زمانہ گزر گیا۔ جب زار کے ظلموں کی یاد دلوں سے مٹ گئی تب ہم سمجھیں گے کہ کمیونزم واقعہ میں ماں کی محبت اور باپ کے پیار اور بہن کی ہمدردی کو کچلنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ لیکن دُنیا یاد رکھے یہ محبتیں کبھی کچلی نہیں جا سکتیں۔ ایک دن آئے گا کہ پھر یہ محبتیں اپنا رنگ لائیں گی۔ ....

وہ انسان کو انسان نہیں بلکہ ایک مشینری کی حیثیت دے رہا ہے مگر یہ مشینری زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی۔ وقت آئے گا کہ انسان اس مشینری کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گا اور اُس نظام کو اپنے لئے قائم کرے گا جس میں عائلی جذبات کو اپنی پوری شان کے ساتھ برقرار رکھا جائیگا"۔

{"اسلام کا اقتصادی نظام" صفحہ ۸۵ طبع اول اگست ۱۹۴۵ء قادیان}

پھر روس کے آہنی پردہ اور اس میں داخلے کی ناروا پابندیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دو ٹوک لفظوں میں اعلان فرمایا :-

"آخر یہ کولڈ سٹوریج میں رکھنے کا معاملہ کب تک چلے گا۔ ایک دن یہ دیوار ٹوٹے گی اور دُنیا ایک زبردست تغیر دیکھے گی۔"

(ایضاً)

الحمد للہ! یہ دیوار ٹوٹ چکی ہے اور عرش کے خدا نے روس میں اسلام اور احمدیت کے اثر و نفوذ کے دروازے فرشتوں کی آسمانی افواج کے ذریعہ کھول دیئے ہیں۔

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

کیرلہ کے تین ضلعوں کی جماعتی کانفرنس

(بقیہ صفحہ ۱۳)

برکات کی طرف روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مکرم ایم۔ عبدالرحمٰن صاحب۔ مکرم ای۔ طاہر احمد صاحب۔ مکرم مولانا محمد ابوالوفا صاحب۔ خاکسار محمد عمر۔ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور مکرم مولوی کے محمود احمد صاحب نے علی الترتیب حالاتِ حاضرہ جماعت احمدیہ کی نگاہ میں، صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، دجّال اور یاجوج ماجوج۔ اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ مساعی۔ وفاتِ عیسیٰ علیہ السلام اور مباہلہ کے عظیم الشان نتائج وغیرہ موضوعات پر تقاریر کیں۔

اس کے بعد مکرم محمد سلیم صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اور مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کی اجتماعی دُعا کے بعد یہ کانفرنس نہایت شاندار رنگ میں اختتام پذیر ہوئی۔

دیگر :-

ظہر و عصر کی نمازوں اور طعام کے بعد خاکسار نے دو نکاحوں کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۹ء ماہ اگست میں لندن میں منعقدہ جلسہ سالانہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے بعض حصے ویڈیو کے ذریعہ دکھائے اور سنائے گئے۔ اس کے بعد خاکسار کی زیر صدارت اور مکرم مولانا محمد ابوالوفا صاحب مبلغ انچارج کیرلہ کی موجودگی میں امارت کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اس میں کیرلہ کی ۴۷ جماعتوں میں سے ۳۵ جماعتوں کے صدر صاحبان نے شرکت کی۔

• اس جلسہ کے اختتام پر کوڈیتھور (کیرلہ) میں منعقدہ مباہلہ اور اس کے نہایت شاندار نتائج کے بارے میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۸۹-۲-۱۷ کا ترجمہ ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا گیا۔

اس کانفرنس میں شرکت کے لئے کیرلہ کے طول و عرض سے ہزاروں کی تعداد میں احباب و مستورات تشریف لائے ہوئے تھے۔

پریس کانفرنس :-

مؤرخہ ۱۴ جنوری ۱۹۹۰ء کو ضلع کے صدر مقام میلاپورم۔ پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کیرلہ کے ۸ کثیر الاشاعت اخباروں کے نمائندگان نے شرکت کی تھی۔ اس پریس کانفرنس میں خاکسار اور مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب نے نمائندگان کے سوالات کا جواب دیا۔ اس پریس کانفرنس کی رپورٹ اکثر اخباروں نے شائع کی۔ اسی طرح کانفرنس کی رپورٹ بھی ماتروبھومی۔ کیرلہ کومودی۔ کیرلہ منورما۔ مادھیمم وغیرہ اخبارات نے شائع کی۔

بک سٹال :-

ٹاؤن ہال سے متصل ایک بک سٹال قائم کیا گیا تھا۔ اس میں صرف چند گھنٹوں کے اندر سوا چار ہزار روپے کی احمدیہ کتب فروخت ہوئیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے دوررس نتائج پیدا فرمائے۔

تقریبِ شادی

مؤرخہ ۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۶۸ہش/۱۹۸۹ء بعد نماز عصر مکرم ملک محمد منیر صاحب ابن مکرم ملک محمد بشیر صاحب درویش کی شادی کی تقریب مکرمہ زرینہ بیگم صاحبہ بنت مکرم غلام مصطفےٰ صاحب آف بھدرواہ کے ساتھ عمل میں آئی۔ نکاح اس سے قبل ہو چکا تھا۔ مسجد مبارک اور مکرم مستری دین محمد صاحب کے مکان پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بعد تلاوت و نظم اجتماعی دعا کروائی۔ تیسرے روز محترم ملک صاحب نے تقریباً ساڑھے تین صد افراد کو دعوتِ ولیمہ پر مدعو کیا۔

مبلغ بیس روپے مکرم غلام مصطفےٰ صاحب نے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔

(خاکسار: بشیر الدین کارکن فضل عمر پریس قادیان)

ولادت

محترم ڈاکٹر شاہ خورشید احمد صاحب آف اڑول اور محترمہ عذرا شمیم صاحبہ آف آرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عزیزہ مکرم ڈاکٹر نسیم احمد صاحب کو ۱۲ جنوری ۱۹۹۰ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب کا نواسہ اور محترم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب کا پوتا ہے۔

محترمہ عذرا شمیم صاحبہ نے یکصد روپے مختلف مدات میں ادا کرتے ہوئے قارئین بدر۔ بزرگانِ سلسلہ اور درویشانِ قادیان سے اپنے پوتے کی صحت و سلامتی اور بہو اور بیٹے کی روحانی و جسمانی ترقیات اور اعلیٰ تعلیمات کے لئے دُعا کی درخواست کی ہے۔

(ایڈیٹر)

بدر کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا قومی فریضہ ہے۔

کیرلہ کے تین ضلعوں کی جماعتوں کی طرف سے

صد سالہ جشن تشکر کانفرنس

رپورٹ مرتبہ: مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نزیل کیرلہ

صوبہ کیرلہ کے تین ضلعوں (ملاپورم، پالگھاٹ، تریچور) کی جماعتوں کی طرف سے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسہ جماعت احمدیہ تیرور (TIRUR) کے زیر اہتمام مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۹۰ء بروز اتوار ٹاؤن ہال میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا۔

لوائے احمدیت کی پرچم کشائی

جلسہ کے انعقاد سے قبل مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کیرلہ نے ٹاؤن ہال کے باہر لوائے احمدیت لہرانے کی رسم ادا کی۔ اس موقعہ پر تمام حاضرین جو ہزار سے اوپر تھے زیر لب ربنا تقبل منا ..... کی دعائیں پڑھتے رہے۔ جوں ہی لوائے احمدیت نہایت پُر وقار انداز میں فضا میں لہرانے لگا تو فضا نعرہ تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے گونجنے لگی۔ اس ایمان افروز نظارہ کو ٹاؤن ہال کے باہر سینکڑوں غیر مسلم و غیر احمدی افراد حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

جلسہ کا آغاز

جلسہ کی پہلی نشست مکرم مولوی محمد ابو الوفاء صاحب مبلغ انچارج کی زیر صدارت مکرم مولوی محمود احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ شروع ہوئی۔ مکرم کے پی کنجا مو صاحب صدر صد سالہ جوبلی کمیٹی نے اپنے استقبالیہ خطاب میں صد سالہ جشن تشکر کا پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ سب سے پہلے جوبلی تقریبات کا آغاز جماعت احمدیہ کیتا نور کے زیر اہتمام ۲۰ اپریل ۱۹۸۹ء کو ہوا۔ اس کے بعد ہر جماعت میں پے در پے رنگ میں یہ تقریب نہایت شاندار رنگ میں منعقد کرتی رہی۔ مذکورہ تینوں ضلعوں کی جماعتوں کی طرف سے یہ تقریب منعقد کی جاتی ہے۔ ان تقریبات کا اختتام مارچ کے دوسرے ہفتہ میں کالی کٹ میں نہایت وسیع پیمانے پر منعقد کیا جائے گا۔

افتتاحی تقریر

اس جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے خاکسار نے اس زمانہ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور قیام جماعت احمدیہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس ضلالت کن اور نہایت بھیانک زمانہ میں جب کہ چاروں طرف انسان مختلف عذاب الٰہی میں گھرا ہوا ہے اسے بچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کے مطابق اس زمانہ میں اپنے مامور کو مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر بھیجا۔ آپ نے ساری دنیا کو آئندہ پیش آنے والے بھیانک حالات کے بارے میں پیشگوئی فرماتے ہوئے انتباہ کیا۔

ابتداء سے ہی آپ کو اور آپ کی جماعت کو نہایت شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ خدا تعالیٰ وسیع پیمانے پر ہی اپنے افضال و اکرام نازل فرماتا رہا۔ باوجود ایک صدی کے مسلسل نامساعد حالات کے آج دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہے۔ اور دن دوگنی رات چوگنی ترقیات کے ساتھ اکناف عالم میں آگے بڑھ رہی ہے۔ اور دنیا کے کناروں تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ پہنچائی جاتی ہے۔

صدارتی تقریر

محترم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں جماعت احمدیہ کے عقائد اور عظیم الشان مقاصد کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں اپنے وعدہ کے مطابق خلافت احمدیہ قائم فرما کر عملی رنگ میں ثابت فرمایا کہ جماعت احمدیہ ایمان لانے والوں اور عمل صالحہ بجا لانے والوں کی جماعت ہے۔

ایک کتاب کی رسم اجرائی

محترم حضرت مولانا عبد اللہ صاحب فاضل نے ۱۹۳۲ء میں زیر عنوان النبوة فی الاسلام ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی تھی جسے مسئلہ ختم نبوت پر ...... کہا جاتا ہے۔ اس کتاب نے بہتوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی تھی۔ اس کانفرنس کے موقعہ پر جماعت ہائے احمدیہ کالیکٹ اور کوڈیتھور کو ۷۵۵ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ نے اس کتاب کا تعارف کرنے کے بعد مکرم عبد الجلیل صاحب صدر جماعت احمدیہ کوڈیتھور کو یہ کتاب دے کر اس کی رسم اجرائی کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بہتوں کی ہدایت کا موجب بنا دے آمین

اس کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا۔ مکرم پروفیسر محمود احمد صاحب اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب مبلغ سلسلہ نے سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مقام ختم نبوت کے موضوعات پر تقریر کی اس کے بعد اجلاس کی پہلی نشست اختتام پذیر ہوئی۔

دوسری نشست

شام کے ۲½ بجے محترم ڈاکٹر پی۔ منصور احمد صاحب کی زیر صدارت مکرم مولوی عبد السلام صاحب معلم وقف جدید کی تلاوت قرآن کے ساتھ اس جلسہ کی دوسری نشست شروع ہوئی۔ مکرم زبیر ان صاحب کے خطبہ استقبالیہ کے بعد مکرم پروفیسر محمود احمد صاحب نے سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل پیغام پڑھ کر سنایا۔

پیغام

تیرور میں جلسہ کے انعقاد کا پڑھ کر خوشی ہوئی۔ اللہ مبارک کرے۔ کیرالہ والے مباہلہ کے بعد اس سارے علاقہ میں ہمیں خاص توجہ اور زور دینا ہے۔ ان کے چیلنج کا موثر علاج یہی ہے کہ ہم جگہ جگہ خوبصورت مسجدیں بنائیں۔ اس سلسلہ میں باقاعدہ مجلس عاملہ میں ترقیاتی منصوبہ بنا کر رکھیں اور مجھے اطلاعات براہ راست مطلع کریں تیرور جماعت کو بھی اس منصوبہ میں شامل کریں۔ ان کے لئے اس جلسہ کے موقعہ پر میرا یہی پیغام ہے کہ اللہ آپ کو کثرت سے پھیلائے اور تقویٰ کا نور بڑھائے۔ اور اپنی رضا کی چادر پہنائے۔ بہت خوشی ہے کہ آپ اللہ کے فضل سے اخلاص اور نیک اعمال میں ترقی کر رہے ہیں۔ اس موقعہ پر سب سے بڑا تحفہ جو آپ کو دیا جا سکتا ہے وہ مسجد کا ہی ہے اس کے بغیر مومنوں کی جماعت مکمل ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے یہ آپ کوشش کریں اور بقیہ کے لئے امیر صاحب کی سفارش آنے پر جس حد تک مدد کی ضرورت ہو گی اس کا میں انتظام کر دوں گا۔ بے شک سادہ سی مسجد ہو۔ لیکن سادگی میں بھی خوبصورتی ہو سکتی ہے۔ اس بڑی مسجد بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ میری طرف سے تمام احباب کو محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفة المسیح الرابع

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کے سنائے جانے کے بعد صاحب صدر نے اپنی ابتدائی تقریر کی۔ اس میں آپ نے خلافت کی عظیم

(باقی ملاحظہ فرمائیں صد ۱۲ پر)

احمدیہ مشن حیدرآباد میں جلسہ

مورخہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۹۰ء احمدیہ مشن افضل گنج حیدرآباد میں ایک مشترکہ جلسہ حیدرآباد و سکندرآباد کا منعقد ہوا جس کی صدارت محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صدر جماعت سکندرآباد نے کی۔ تلاوت مکرم احمد عبد الحکیم صاحب نے کی بعدہٗ مکرم عبد الغنی صاحب دیودرگی نے حضرت مسیح موعودؑ کا فارسی کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ آج کے اس جلسہ میں محترم ڈاکٹر سید جعفر علی صاحب (امریکہ) کا خصوصی خطاب رکھا گیا تھا جس کا عنوان تھا "اسلام میں حفظانِ صحت کے اصول" آپ نے بہترین انداز میں اُن اصولوں کو بیان کیا اور بتایا کہ یورپین ماہرین آج انہی اصولوں پر کام کر رہے ہیں جو آج سے چودہ سو سال پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمائے تھے۔ آپ کی تقریر کے بعد سوال و جواب کا بھی موقع دیا گیا۔

ازاں بعد مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی طرف توجہ دلائی کہ صحت مند مومن غیر صحت مند مومن سے بہتر ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری اُمت پر مشقت نہ ہوتی تو میں یہ حکم دیتا کہ ہر نماز سے پہلے وضو کے ساتھ مسواک بھی کیا کریں۔ اور آخر میں محترم ڈاکٹر سید جعفر علی صاحب کا شکریہ ادا کیا اجتماعی دعا کے بعد محترم ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب اور محترم ڈاکٹر سید جعفر علی صاحب نے بعض مریضوں کا معائنہ کیا اور مفت طبی مشورے دیئے۔ بعض غیر از جماعت نے بھی ان سے فائدہ اُٹھایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس مساعی میں برکت ڈالے۔

خاکسار۔ واصف احمد انصاری پریس سیکرٹری احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد۔

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

زدجام عشق ؍۱۰۰ روپے — محبوب مفید اٹھرا ؍۴۵ روپے

اکسیر اولاد نرینہ (کورس) روشن کاجل

تریاق معدہ ؍۸ ؍۱۵ — حب جدوار ؍۲۰

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ۔ پاکستان

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے

جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

(درثمین)

AUTOWINGS

15, SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS 600004

PHONE NO 76360, 74350

آٹو ونگس

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی

فون ۶۲۹۹۴۳

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" !!!

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبد الرحیم و عبد الرؤف، مالکان حمید ساڑی فارمنس۔ صالح پور، کٹک (اڑیسہ)

ٹیلیفون نمبرز:- ۵۲۰۶ - ۵۱۳۷ - ۵۰۲۸ - ۳۴

YUBA

QUALITY FOOT WEAR.

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

پیشکش:- یابا پولیمرز کلکتہ ۴۶

اعلاناتِ نکاح

صد سالہ جشنِ تشکر کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر ۲۹ دسمبر ۱۹۸۹ء بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مندرجہ ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:-

(۱) عزیزم مکرم سراج احمد صاحب ابن مکرم ضیاء الصالحین صاحب آف برہ پورہ بھاگلپور (بہار) کا نکاح عزیزہ محترمہ نگار سلطانہ بنت مکرم ناصر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ جمشید پور کے ہمراہ مبلغ گیارہ ہزار روپے حق مہر کے عوض پڑھا۔ عزیز سراج احمد کی والدہ محترمہ نے ۲۵/۲۵ روپے اعانتِ بدر اور شکرانہ فنڈ کی مدات میں ادا کئے۔

(۲) عزیز مکرم عبدالمنان صاحب ولد مکرم محمد عبدالرحمٰن صاحب کا نکاح ہمراہ مکرمہ یاسمین بیگم بنت مکرم نذیر احمد صاحب فلک نما حیدرآباد بعوض مبلغ پانچ ہزار ایک سو ایک روپے حق مہر، پڑھا۔ فریقین نے ۲۵/۲۵ روپے اعانت بدر میں ادا کئے — ان تمام نکاحوں کے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

ولادت

محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ بیوہ مکرم چوہدری محمد احمد صاحب ویدیش مرحوم بیس روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ ان کے بڑے بیٹے چوہدری رانا بشیر احمد صاحب آف کینیڈا کو اللہ تعالیٰ نے بچی عطا فرمائی ہے جو تحریک وقفِ نو میں قبل از ولادت وقف ہے۔ میجر اپریشن سے ولادت ہوئی ہے۔ حضور انور نے بچی کا نام "امۃ الشافی" تجویز فرمایا ہے۔ بچی کے نیک صالحہ اور روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔ مولودہ مکرم چوہدری نذیر احمد خانصاحب سیالکوٹی ربوہ کی نواسی ہے۔ (ایڈیٹر)

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی

۳۱/۵/۶ - لوئر چت پور روڈ - کلکتہ - ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD

CALCUTTA - 700073.

PHONES } OFFICE :- 275475
RESI :- 273903

ارشادِ نبوی ﷺ

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

اسلام لا۔ تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ رہے گا۔!

(محتاجِ دعا)

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

الخیر کلّہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA PHONE :- 279203

CARD BOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

اِشْفَعُوا تُوْجَرُوا

(سفارش کیا کرو۔ تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیث نبوی)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.

DEALERS IN :- TIMBER TEAK POLES, SIZES,
FIRE WOOD.

MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE,
ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.

P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہاں میں ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس، الیکٹرک کنٹریکٹر

RAICHURI ELECTRICALS,

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO.OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA,

OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

PHONES } OFFICE :- 6348179 } BOMBAY - 400093.
RESI :- 6289389

قرآن کی اعلیٰ شان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے اور وہ حَکَم ہے یعنی فیصلہ کرنے والا اور وہ مُھَیْمِن ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے۔ اس نے تمام دلیلیں جمع کر دیں اور دشمنوں کی جمعیت کو تتر بتر کر دیا۔ اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔ اور اس میں آئندہ اور گذشتہ کی خبریں موجود ہیں۔ اور باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ہے۔ نہ آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ خدا تعالےٰ کا نور ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۶ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۰۳)

طالبانِ دعا

محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد۔

پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ۔

یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِیْ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ : کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سنا کسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بندرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر: 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس — کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈ لک الیکٹرانکس — انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی، اوشا پنکھے اور سلائی مشین کے سیلز اینڈ سروس۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS,

6 - ALBERT VICTOR ROAD FORT,
GRAM.:- MOOSA RAZA
PHONE:-605558. } BANGALORE - 560002.

"پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SARA Traders,

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS
SHOE MARKET, NAYA PUL, HYDERABAD
PHONE NO. 522860. PIN. 500002

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص ۳۱)

فون نمبر:- 42916 — ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:- کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس اور ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)
نمبر ۲/۴/۲۴۰ عقب کاچی گوڑہ ریلوے اسٹیشن۔ حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

AUTHORISED JEEP PARTS — AUTHORISED DISTRIBUTORS — AMBASSADOR - TREKKER BEDFORD - CONTESSA — AUTHORISED DEALERS PERKINS P3.P4 P6.P6/354

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول و ڈیزل کار، ٹرک، بس، جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں!

AUTOTRADERS,
16 - MANGOE LANE
CALCUTTA - 700001.
تار کا پتہ: "AUTOCENTRE"

آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

ٹیلیفون نمبرز:- 28-5222 اور 28-1652

"ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نشان دکھاتا ہے۔"
(ملفوظات جلد پنجم ص ۲۶۴)

AIR ®
CALCUTTA - 15.

پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیر ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!